خلافت لائبریری ربوہ

روزنامہ الفضل ربوہ
فون ۴۴۹
ایڈیٹر: نسیم سیفی
خطبہ نمبر 5
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
جلد 46-81 نمبر 83 | جمعرات 22 ذی قعدہ-1416ھ 11 شہادت 1375ہش 11 اپریل 1996ء

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دنیا آخرت کی کھیتی ہے

یہ خوب یاد رکھو کہ دنیا آخرت کی کھیتی ہے جیسے زمیندار اپنی فصل کی حفاظت کرتا ہے اور اس کے لئے ہر قسم کے دکھ اور تکالیف اٹھاتا ہے اسی طرح پر (صاحب ایمان) کو اس کی حفاظت کے لئے کرنا چاہئے تاکہ دوسرے جہان میں آرام پاوے اگر اب بے پروائی کرے گا اور وقت کی قدر نہیں کرے گا تو پھر اس کو اس وقت سخت افسوس اور حسرت ہوگی۔ جب اس جہان سے رخصت ہو کر دوسرے عالم میں جانا پڑے گا۔

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

ثبات قدم کا راز ذکر الٰہی میں ہے

اگر تم ایک دوسرے سے جھگڑو گے اور اختلاف کرو گے تو تمہارے رعب کی ہوا جاتی رہے گی

خطبہ ارشاد فرمودہ حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع بتاریخ 28 جولائی 1995ء مطابق 28-وفا 1374 ہجری شمسی بمقام اسلام آباد (ٹلفورڈ برطانیہ)

(خطبہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع نے فرمایا:-

اسماء باری تعالیٰ کے ذکر پر مشتمل جو خطبات کا سلسلہ جاری ہے اس تعلق میں گزشتہ خطبے میں میں نے صبر سے متعلق جماعت کو تلقین کی تھی، خصوصاً اس لئے کہ دعوت الی اللہ کے تعلق میں جیسا گہرا رشتہ (کلام الٰہی) نے صبر کے ساتھ باندھا ہے اس کی کوئی اور مثال دکھائی نہیں دیتی۔ دنیا کی کسی کتاب میں دعوت الی اللہ کے مضمون کو صبر سے اس مضبوطی اور قطعیت کے ساتھ نہیں باندھا گیا جیسا کہ (کلام الٰہی) نے باندھا ہے اور اس کے ہر پہلو کو بیان فرمایا ہے۔ اس تعلق میں صبر کی جتنی قسمیں ہیں جس جس قسم کے صبر کی ضرورت پیش آسکتی ہے ان سب کا بیان ہے۔(-)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (-) یہاں بظاہر تو قتال کی بات ہو رہی ہے۔ مگر قتال (سعی) کا ایک حصہ ہے ایک نوع ہے۔ اور اس آیت کریمہ میں جو طرز بیان اختیار فرمائی گئی ہے وہ (سعی) کی ہر قسم پر حاوی دکھائی دیتی ہے۔ فرمایا جب تمہارا کسی دشمن کی ٹولی سے آمنا سامنا ہو، مڈبھیڑ ہو جائے تو ثبات قدم دکھانا (-) اور ثبات حاصل کرنے کا راز اس بات میں ہے کہ اللہ کا کثرت سے ذکر کرتے رہو (-) تاکہ تم کامیاب ہو (-) اور اللہ کی اطاعت کرو اور رسولؐ کی اطاعت کرو۔(-) اور آپس میں جھگڑے نہ کرو۔(-) ورنہ تم بزدل ہو جاؤ گے اور بزدلی دکھاؤ گے۔(-) اور جو تمہاری ہوا بندھی ہوئی ہے وہ ہوا ٹوٹ کر بکھر جائے گی۔(-) پس علاج یہی ہے کہ صبر سے کام لو (-) اور یقیناً اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

یہاں دعوت الی اللہ کا جہاں تک تعلق ہے اس سلسلے میں بھی دو باتیں میں خاص طور پر ان آیات کے حوالے سے سامنے رکھنا چاہتا ہوں۔ اول یہ کہ ثبات قدم کا راز ذکر الٰہی میں ہے اور بسا اوقات بہت سخت دشمن جماعتیں مقابلے پر نکلتی ہیں (-) باقاعدہ منصوبے بنا کر اپنے ٹولے ساتھ لے کر سامنے آتے ہیں اور بدنیتوں کے ساتھ سامنے آتے ہیں۔ وہ موقع ہے جب کہ بظاہر تلوار (کی سعی) نہیں بھی ہے تب بھی قدم اکھڑنے کا احتمال پیدا ہو جاتا ہے۔ فرمایا، اس وقت اگر تم نے جرات حاصل کرنی ہے دل کا ثبات حاصل کرنا ہے یہاں قدموں سے زیادہ دل کے ثبات کی بات ہے (-) تو کثرت سے ذکر الٰہی کرتے رہنا اور ایسا کرو گے تو تم ضرور کامیاب ہو جاؤ گے (-) تاکہ اس کے نتیجے میں تم کامیاب ہو جاؤ۔(-) دوسرا ثبات کا راز اور جمعیت اور طاقت کا راز یہ بیان فرمایا گیا کہ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کا دامن نہیں چھوڑنا (-) اور آپس میں اختلاف نہیں کرنا۔ آپس میں ایک دوسرے سے جھگڑنا نہیں۔ اگر تم ایک دوسرے سے جھگڑو گے اور اختلاف کرو گے اور تمہاری جماعتیں پھٹ جائیں گی (-) تو نتیجہ یہ نکلے گا کہ دشمن کے مقابل پر بھی تم ضرور بزدلی دکھاؤ گے (-) اور تمہارے رعب کی جو ہوا بندھی ہوئی ہے وہ جاتی رہے گی۔(-) اور صبر کرو صبر سے کام لو۔ یہاں صبر کے دو معنے ہیں دونوں معنوں ہی میں یہاں یہ اطلاق پاتا ہے اول یہ کہ دشمن کے مقابل میں صبر سے کام لو۔ دوسرے ان امور میں صبر سے کام لو جن کے نتیجے میں تم پھٹ جایا کرتے ہو۔ ایک دوسرے سے تعلقات ایسے قائم رکھو کہ اگر کسی طرف سے زیادتی ہو بھی جاتی ہے تب بھی صبر کے نمونے دکھاؤ تاکہ تمہارے آپس کے اختلاف نہ بن جائیں اور وہ اختلاف بڑھ نہ جائیں۔ کیونکہ جہاں الٰہی جماعتوں میں اختلاف پیدا ہو جاتے ہیں وہاں ضرور ان کی طاقت ختم ہو جاتی ہے غیر سے مقابلے کی بجائے وہ آپس میں ایک دوسرے سے مقابلے کرنے لگتے ہیں اور اس کا لازمی نتیجہ بزدلی ہے۔

پس جہاں تک میں جماعتی حالات پر نظر رکھتا ہوں قطعی طور پر اس بات میں ایک ذرہ بھی شک نہیں دیکھا کہ جہاں بھی جماعتیں آپس میں پھٹی ہیں وہاں ساری برکتیں اٹھ گئی ہیں۔ وہیں بزدلی پیدا ہوئی ہے، وہاں سے دعوت الی اللہ کا مضمون اٹھ گیا ہے۔ جیسے پرندہ گھونسلے کو چھوڑ دے اس طرح دعوت الی اللہ ان لوگوں کے گھروں سے غائب ہو جاتی ہے اور اس کے نتیجے میں خدا تعالیٰ کی رضا کی بجائے ناراضگی کا موجب بن جاتے ہیں۔ اور صبر کا یہاں جو مضمون ہے وہ خاص طور پر قابل توجہ ہے۔ جب بھی ان لوگوں کے اختلافات کی تحقیق کی جاتی ہے تو جواباً یہ کہتے ہیں فلاں نے ہم پر زیادتی کی اور جب اس فلاں سے پوچھتے ہیں تو پہلے کی طرف انگلی اٹھاتا ہے اور کہتا ہے کہ اس نے زیادتی کی ہے۔ اور جب بھی جماعتی کوششوں کے نتیجے میں ان میں صلح کروانے کی کوشش کی گئی تو یہ بحث کبھی ختم نہیں ہوئی۔ ان بحثوں میں پڑ کر آج تک میں نے کبھی تسلی بخش نتیجہ نکلتے دیکھا نہیں۔ مسلسل سالہا سال سے ایک دوسرے پر الزام تراشیاں جاری رہتی ہیں۔ اور ایک بھی فریق یہ نہیں مانتا کہ قصور میرا تھا اس کا نہیں تھا۔(-)

بعض دفعہ (-) میں آپ سے کہتا ہوں کہ ان جھگڑوں کو چھوڑ دیں اور بھول جائیں۔ جہاں دلوں میں اطاعت کا جذبہ تھا جہاں اللہ کی محبت اس حد تک غالب تھی کہ (-) اللہ کے نام کے اوپر ان سے انکار ممکن نہیں رہا وہاں بسا اوقات یہ بھی ہوا کہ ان لوگوں نے سب جھگڑے بھلا دیئے، یہ بحث ترک کر دی اور خدا تعالیٰ کے فضل سے پھر وہ یک جان ہو گئے۔(-) میں آپ سے کہتا ہوں کہ ان جھگڑوں کو چھوڑ دیں اور بھول جائیں۔ جہاں دلوں میں اطاعت کا جذبہ تھا جہاں اللہ کی محبت اس حد تک غالب تھی کہ (-) اللہ کے نام کے اوپر سے انکار ممکن نہیں رہا وہاں بسا اوقات یہ بھی ہوا کہ ان لوگوں نے سب جھگڑے بھلا دیئے، یہ بحث ترک کر دی اور خدا تعالیٰ کے فضل سے پھر وہ یک جان ہو گئے۔(-) اللہ اور رسول کی اطاعت کے بغیر یک جہتی نصیب نہیں ہو سکتی۔ وہ وحدت نصیب نہیں ہو سکتی جس کے بغیر آپ کبھی بھی غیر اللہ سے مقابلے نہیں کر سکتے۔ اس وحدت کے بغیر آپ میں طاقت ہی نہیں کہ آپ غیر اللہ سے مقابلہ کر سکیں۔ اور یہی آج خصوصیت سے بعض جماعتوں میں بلا بنی ہوئی ہے کہ سالہا سال کی نصیحتوں کے باوجود ان کی بحثیں، ان کے جھگڑے ختم نہیں ہوتے۔ لیکن گزشتہ کچھ عرصے سے میں نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ اگر ایک فریق کو کاٹ کر الگ کر دینا پڑے تو اب میں اس سے گریز نہیں کروں گا۔ کیونکہ آج وہ دور آچکا ہے ہم اس زمانے میں داخل ہو چکے ہیں جب کہ دعوت الی اللہ بڑے زور اور شان اور طاقت کے ساتھ آگے بڑھ رہی ہے۔ تمام دنیا کے ممالک میں خدا تعالیٰ کے فضل سے ایک انقلاب برپا ہو رہا ہے۔ پس ان چند لوگوں کی خاطر، ان کی دلداریوں کی خاطر کہ ان کے دل نہ ٹوٹیں، نظام جماعت سے الگ ہو کر ان کے دوستوں کو ٹھوکر نہ لگے کب تک جماعتی نقصان برداشت کرتے رہیں گے۔ پس یہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ	پبلشر : آغا سیف اللہ - پرنٹر : قاضی منیر احمد مطبع : ضیاء الاسلام پریس - ربوہ مقام اشاعت : دارالنصر غربی - ربوہ	قیمت 2 روپے 50 پیسے

آخری تنبیہ ہے۔ بعض صورتوں میں میں ایسے اقدام کر چکا ہوں اگرچہ میرے دل پر یہ بہت بوجھل ہوتی ہے۔ لیکن باقی جگہ بھی اب وہی جماعت رہے گی جو ایک ہے۔ اور اختلاف آپس میں طے ہوں یا نہ ہوں نظام جماعت کے نمائندے جب آخری فیصلہ کریں گے اگر وہ غلط ہے تو خدا پر ہے کہ وہ خود اس کے نتیجے میں کسی مظلوم کی اشک شوئی فرمائے اور اللہ ہی پر ہے کہ وہ دلوں پر نظر ڈالتا ہے کہ کس نے فیصلے کس نیت سے کئے تھے۔ یہ فیصلے پھر خدا کے ہاتھ میں ہوں گے مگر اس دنیا میں بہرحال وحدت کے قیام کی خاطر تمام جماعت کو ایک (-) بنانے کے لئے تمام تفریقوں کو مٹانا ہو گا اور یہی نصیحت ہے (-) اور اس کے متعلق میں پھر عرض کرتا ہوں کہ صبر کے بغیر یہ بات ممکن نہیں۔

فیصلوں کے متعلق بھی اگر آپ سر تسلیم خم کرنا چاہیں' اطاعت پر تیار بھی ہوں تو بسا اوقات دل بہت صدمہ محسوس کرتا ہے ایسا شخص جو سمجھ رہا ہو اور یقین رکھتا ہو چاہے اس کا یقین غلط ہی کیوں نہ ہو کہ فلاں نے مجھ پر زیادتی کی تھی اور نظام جماعت کا نمائندہ آیا اس نے فیصلہ اس کے حق میں کر دیا اور مجھ پر دباؤ ہے کہ میں اپنی انا توڑ کر اس کے سامنے جھک جاؤں اس کی طرف صلح کا ہاتھ بڑھاؤں تو بڑے دکھ کا معاملہ ہے اس کے دل کی کیفیت میں اپنے ذہن کو منتقل کر کے دیکھیں۔ تو بعض دفعہ اس پر شدید ابتلاء آجاتا ہے جو آخر وقت تک اپنے آپ کو سچا سمجھ رہا ہے مگر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (-) صبر سے کام لو صبر ہی ان باتوں کا علاج ہے۔ اور جو اللہ کی خاطر صبر کرتا ہے اس کا اجر اللہ پر ہے۔ پس یہ نقصان کا سودا نہیں۔ دنیا کی نظر میں برادری کی نظر میں اگر کچھ انسان خفت بھی محسوس کرے مگر اگر رضائے باری تعالیٰ کی خاطر ہے تو اللہ اس کا اتنا اجر عطا فرمائے گا کہ آپ کی نسلیں بھی ان فضلوں کو سنبھال نہیں سکیں گی۔ پس صبر کے رستے پر ہی اللہ کی رضا ہے اسی رستے پر صبر کے ساتھ آگے بڑھتے رہیں۔ (-)

پس دعوت الی اللہ کرنے والوں کے لئے بھی صبر کی ضرورت ہے۔ دعوت الی اللہ کی تیاری کے لئے صبر کی ضرورت ہے اور دعوت الی اللہ کے نتیجے میں جو لوگ ہدایت کا فیض پاتے ہیں وہ بھی صبر پر گامزن ہوں تو وہ آسمانی فیوض کو حاصل کرتے ہیں۔ ورنہ ان کی دنیاوی کوشش اور جدوجہد اور خدا کی خاطر تکلیف اٹھانا اگر صبر سے عاری ہو جائے تو وہ اپنے پھلوں سے محروم رہ جاتے ہیں۔

پس آنے والوں کے لئے بھی نصیحت ہے کیونکہ ہر نیا آنے والا جو اللہ کی آواز پر لبیک کہتا ہے وہ لازماً ایک ابتلاء کے دور سے گزارا جاتا ہے۔ اور خدا کی تقدیر یہی ہے کہ دعوت الی اللہ کے ساتھ ابتلاء بھی پھیلتے چلے جائیں اور دعوت الی اللہ کے نتیجے میں آنے والوں کو بعض دفعہ اپنے سامنے آگ دکھائی دے اس آگ میں سے گزریں تو پھر وہ جنت تک پہنچ سکتے ہیں۔ ایسی صورت میں بھی کون سا ذریعہ ہے جسے اختیار کریں تو اس اعلیٰ مقصد کو حاصل کرلیں اس کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ (-) میں نے انہیں آج کے دن جزا دی ہے اس وجہ سے کہ انہوں نے صبر اختیار کیا (-) اور یہ تو مقدر ہے' طے شدہ بات ہے کہ یہی وہ لوگ ہیں جو کامیاب ہونے والے ہیں۔

(-) خدا تعالیٰ نے آنے والوں کی قربانیوں اور ابتلاؤں کا ذکر فرمایا ہے لیکن اس رنگ میں کہ سارا دور انہوں نے دعائیں کرتے گزارا ہے۔ اللہ کا فضل چاہتے ہوئے' اسی سے رحم کے طلب گار ہوتے ہوئے' مسلسل دعا میں مصروف لوگ تھے جن کے ساتھ زیادتیاں ہوئی ہیں۔ اور چونکہ وہ دعائیں کرتے رہے اللہ سے رحم طلب کرتے رہے اس لئے اللہ ہی نے ان کو صبر کی بھی توفیق عطا فرمائی۔ فرماتا ہے میرے بندوں میں سے ایک گروہ ایسا تھا جنہوں نے کہہ دیا کہ اللہ ہمارا رب ہے' جو کہتے ہیں کہ اللہ ہمارا رب ہے (-) یہ کہہ کر ہم ایمان لے آئے ہیں محض اللہ کو رب سمجھتے ہوئے اسی پر توکل رکھتے ہوئے غیر اللہ کی نفی کرتے ہوئے جو ایمان کی دعوت ہمیں پہنچی ہم نے اس پر لبیک کہہ دیا (-) پس اے ہمارے رب اب ہم سے بخشش کا سلوک فرما (-) اور ہماری حالت پر رحم فرما (-) اور تو ہی سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔

یہاں نئے آنے والوں کا بخشش طلب کرنا تو سابقہ گناہوں کے تعلق میں ہے۔ رحم ان مظالم کے نتیجے میں ہے جو دشمن کر رہا ہے۔ ان سے تو رحم کی توقع نہیں دشمن تو مظالم کرتا ہے اور کرتا چلا جائے گا مگر ان کے مظالم کے نتیجے میں اللہ سے رحم مانگا جا رہا ہے۔ اور دوسرا یہ بھی اس میں حکمت کی بات سمجھائی گئی ہے کہ نئے آنے والے جب تکلیفوں اور مصیبتوں میں سے گزریں تو لوگوں سے رحم نہ مانگا کریں بلکہ جس کو رب بنایا تھا جس کی خاطر ایمان لائے اسی سے رحم طلب کیا کریں۔ اور یہ خاص طور پر آج کے دور میں سمجھانے کے لائق ہے کیونکہ پاکستان میں خصوصیت کے ساتھ جب بھی کوئی احمدی ہوتا ہے اس پر مصیبتوں کا ایک بظاہر نہ ختم ہونے والا دور شروع ہو جاتا ہے' ہر قسم کے ابتلاؤں سے آزمایا جاتا ہے' اس کے اپنے چھوڑ دیتے ہیں' اس کے دوست دشمن بن جاتے ہیں' یہاں تک کہ بعض دفعہ بہن بھائی بھی اس کے خون کے پیاسے ہو جاتے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں اس نے احمدی ہو کر ہماری ناک کاٹ دی ہے اپنی دنیاوی عزتوں کی خاطر وہ اپنے جگر گوشے کو بھی ٹکڑے ٹکڑے کرنے پر آمادہ ہو جاتے ہیں۔ یہ وہ

مصائب ہیں جن سے کئی لوگ گزرتے ہیں۔ کئی ایسے ہیں جو کنگال ہو گئے' جو گھروں سے نکالے گئے۔ جائیدادوں سے عاق کئے گئے۔ اور اس کے باوجود وہ اللہ کے فضل کے ساتھ کسی کے سامنے ہاتھ نہیں پھیلاتے' اپنے درد کے تذکرے اگر کرتے بھی ہیں تو کسی لالچ' یا مدد کی تمنا کی توقع کے ساتھ نہیں۔ بسا اوقات ایسا ہوا ہے کہ جب کسی نومبائع نے اپنے دردناک حالات مجھے لکھے تو باوجود اس کے کہ اس نے کچھ مانگا نہیں تھا میں نے اس کے نتیجے میں جماعت کو ہدایت کی کہ فوری طور پر رابطہ کریں اور جس حد تک ممکن ہے ان کی مدد کریں۔ تو جواب آیا کہ انہوں نے جواباً یہ کہا ہے کہ ہم خود اپنے پاؤں پر کھڑے ہوں گے جیسی روکھی سوکھی مہیا ہوئی وہی کھا کر گزارہ کریں گے مگر ہم کسی سے دنیا میں مدد کے محتاج نہیں ہیں' نہ ایسی مدد قبول کریں گے۔ پس بڑے عزت والے لوگ ہیں بڑے سربلند انسان ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کو خدا کے حضور سربلندی عطا کی جاتی ہے' جو خدا کے سامنے جھکتے ہیں اور غیر اللہ کے سامنے نہیں جھکتے۔ وہ اپنوں کے سامنے بھی سر جھکانے سے حیا محسوس کرتے ہیں۔ انہیں کا ذکر ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (-) آج کے دن ان کی جزاء مجھ پر ہے اور میں ہی جزاء دوں گا کیونکہ انہوں نے صبر کے حیرت انگیز نمونے دکھائے (-) اور یہی وہ گروہ ہے جو دراصل غالب آیا کرتا ہے۔ پس نومبائعین میں اگر ایسے لوگوں کی تعداد بڑھے جو (دعوت الی اللہ) کرنے والا ان کو سمجھاتا رہے شروع سے آخر تک کہ جس خدا کی خاطر تم نے ہدایت کو قبول کیا ہے وہ خدا اب تمہارا ذمہ دار ہے اور اس کے سوا کسی اور کی طرف نظر نہ کرنا۔ اگر یہ سمجھا کر اس کو آخری فیصلہ کرتے ہوئے بیعت پر آمادہ کیا جائے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ وہ گروہ ہے جو غالب آنے والا ہے پھر۔

ایسے نئے بیعت کرنے والے کثرت سے دوسروں کی بیعت کرواتے ہیں اور اپنے سارے ماحول کو تبدیل کر دیا کرتے ہیں اور اس کی بھی بہت سی مثالیں ہمارے سامنے ہیں۔ شروع میں تکلیفیں اٹھائیں' ثابت قدم رہے مگر کچھ عرصے کے بعد اللہ تعالیٰ نے دن بدلنے شروع کئے۔ ابھی دو دن پہلے ایک خط اسی موضوع پر ملا جس میں بتایا گیا تھا کہ ایک نوجوان نے جب بیعت کی ہے تو اس کو مارا کوٹا گیا' بند رکھا پہلے گھر میں' پھر جب وہ بالآخر رہائی پا کر باہر نکلا تو ہر قسم کی مصیبتیں اس نے برداشت کیں۔ مزدوریاں کیں لیکن اپنے پاؤں پر کھڑا رہا۔ بالآخر اس کی ماں کا دل پسیجا اس نے واپس بلایا اور جب دیکھا کہ اس کی کایا پلٹی ہوئی ہے' یہ تو پانچ وقت کا (عبادت گزار) بن گیا ہے (-) تو اس نے اپنے باقی بچوں کو بھی سمجھایا کہ تم کیا کر رہے ہو' کس کی دشمنی کر رہے ہو' یہ تو پہلے سے بہت بہتر ہو گیا ہے اور اس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے پھر سارے گھر کو احمدیت قبول کرنے کی توفیق عطا ہوئی۔ (-) یہ مضمون ہے جو آئندہ تو جاری ہو گا اس دنیا میں بھی جاری ہوتا ہے اور یہ وہ لوگ ہیں جو غلبے کی صلاحیتیں رکھتے ہیں۔ ان کے خمیر میں غالب آنا رکھا گیا ہے۔ پس دعوت الی اللہ کریں تو ایسے خدا کے کامل عاجز بندے بنائیں جن کا سر خدا کے حضور ہمیشہ جھکا رہے لیکن غیر اللہ کے سامنے سر جھکانا وہ نہ جانتے ہوں۔ ان کے ضمیر کے خلاف' ان کے خمیر کے خلاف یہ بات ہو جو خدا کے سوا کسی کے سامنے سر جھکا دیں۔ ضرور ان کو سرفراز کیا جائے گا اور ضرور یہی ہیں جنہیں ہمیشہ سرفراز کیا جاتا ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (-) پھر ایسے بھی لوگ ہیں تم میں سے جنہوں نے ہجرت کی بعد اس کے کہ ان کو مصیبتوں میں مبتلا کیا گیا' بعد اس کے کہ ان کو مخالفت کے عذاب میں بھونا گیا۔ (-) تو آزمائشوں میں ڈالے گئے اور دردناک عذاب پر بھونے گئے۔ اس کے نتیجے میں انہوں نے (نقل مکانی) اختیار کی۔ مگر (نقل مکانی) کس چیز سے کس کی طرف۔ اللہ کی تقدیر سے اللہ کی تقدیر ہی کی طرف (نقل مکانی) کی اور اب ان باتوں کو چھوڑا نہیں جن کے نتیجے میں ان پر ابتلاء آتا تھا۔ ایک بہت ہی پیارا مضمون ہے جس کو دیکھ کر انسان کی روح اس پر نچھاور ہونے لگتی ہے۔ فرمایا میری راہ میں (نقل مکانی) کرنے والے ان پاک عادات سے نہیں بھاگتے جن عادات کے نتیجے میں ان پر مصیبتیں توڑی جاتی ہیں۔ اس لئے (نقل مکانی) کے باوجود ان کو بزدل نہیں کہا جا سکتا۔ جن خصائل کی وجہ سے' جن عادات کی وجہ سے' جس دعوت الی اللہ کی وجہ سے ان کو پہلے آزمایا گیا تھا' پہلے مشکلات میں ڈالا گیا تھا۔ جب (نقل مکانی) کرتے ہیں تو پھر انہی باتوں کی تکرار کرتے ہیں۔

فرمایا (-) نکالے گئے تھے' گھر چھوڑنے پڑے تھے' ان مصیبتوں کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر پھر جب باہر نکلے پھر وہی کام شروع کر دیا۔ ایک لحظہ کے لئے بھی دعوت الی اللہ سے باز نہیں آئے۔ فرمایا (-) غفور رحیم "تو ہے لیکن بعض (نقل مکانی کرنے والے) ایسے ہیں جو اپنی نیک صفات سے بھی (گزر) جاتے ہیں۔ جن للّہی باتوں کی وجہ سے دنیا ان کی دشمن ہوتی ہے اس کے نتیجے میں گھر چھوڑتے تو ہیں لیکن بعض بد نصیب ایسے ہیں کہ ان عادتوں سے بھی (گزر) جاتے ہیں۔ ان کے لئے خدا کا یہ وعدہ نہیں ہے کہ وہ اللہ کو غفور اور رحیم پائیں گے۔ ان کے لئے وعدہ ہے کہ تکلیفوں سے (گزرتے) ہیں مگر اللہ کی خاطر ان کاموں سے (-) نہیں کرتے جن کاموں کے نتیجے میں ان کو تکلیفیں دی گئی تھیں۔ پس جب بھی ایسے (نقل مکانی کرنے والوں) پر نظر پڑتی ہے جو پاکستان سے آکر جرمنی میں آباد ہوئے یا انگلستان میں آباد ہوئے یا دوسرے ممالک میں جا بسے اور پھر بھی (دعوت الی اللہ) میں اسی طرح منہمک اور مصروف ہیں جس طرح پہلے مصروف تھے تو (-) میرے دل کی محبت ان کے لئے اچھلتی ہے کہ اے مبارک لوگو خدا نے تمہارا ہی ذکر (کلام الٰہی) میں فرمایا ہے کہ ان نیکیوں کے نتیجے میں مصیبتیں سہیڑتے ہوئے اپنے آپ کو آگ پر بھنتا ہوا دیکھنے کے باوجود اور اس کا مزہ چکھنے کے باوجود تم نکلے ہو تو پھر انہی کاموں میں مصروف ہو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

گئے ہو۔ اب تمہارا اجر خدا پر ہے' وہ تمہیں کبھی نہیں چھوڑے گا۔ یہ صبر دکھانے والے ہیں جن کا صبر خدا کے ہاں منظور ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے پیار کی نگاہیں ان پر پڑتی ہیں۔ فرمایا ہاں اس کے بعد جب وہ دوبارہ یہی حرکت کرتے ہیں تو اللہ کو بہت پیارے لگتے ہیں۔ سارے گناہ بخشے جاتے ہیں۔ ایسے رحم کا مورد بنتے ہیں جو بار بار ان پر نازل ہو گا۔ کیونکہ رحیم اس ذات کو کہتے ہیں جو رحم فرماتی ہے اور پھر رحم فرماتی ہے اور پھر رحم فرماتی ہے اور رحم فرماتی چلی جاتی ہے۔ تو کیسا نیک انجام ہے مگر صبر کے نتیجے میں نصیب ہوا اور یہاں صبر کا معنی نیکیوں سے چمٹا رہنا ہے۔ کیونکہ (-) صبر کی یہ تعریف فرمائی کہ صبر محض مصیبتوں پر ثابت قدم رہنے کا نام نہیں صبر نیکیوں سے چمٹ جانے کا نام ہے' خواہ جو کچھ بھی ہو ایک نیکی جو اختیار کر لی جائے پھر اسے انسان کبھی بھی نہ چھوڑے۔

(-) یہ صبر کا مضمون ایک اور رنگ میں پیش فرمایا گیا ہے (-)

تم ایک خدا کے بھیجے ہوئے پر ایمان لے آئے ہو اور اس کے ایمان کے نتیجے میں لازماً تمہیں سزائیں دی جائیں گی اور دی جا رہی ہیں اس کے سوا کوئی برائی نہیں جو تم میں دیکھتے ہوں۔ اب ان کی دشمنی کی حالت یہاں تک پہنچ چکی ہے کہ (-) تمہیں جو بھی اچھی بات پہنچے ان کو تکلیف دیتی ہے۔ اس لئے خواہ تم (دعوت الی اللہ) کرو یا نہ کرو اب ان کی دشمنی کے دائرے سے باہر نکل ہی نہیں سکتے سوائے اس کے کہ اللہ تم پر فضل کرنا چھوڑ دے۔ کیا تم یہ پسند کرو گے کہ ان کی دشمنی سے بھاگنے کی خاطر خدا کے فضلوں سے محروم رہ جاؤ اور اللہ آئندہ سے تم پر فضل نازل کرنا بند کر دے' یہ تو نہیں ہو سکتا۔

فرمایا پس جتنی بھی تمہیں خدا تعالیٰ کی طرف سے حسنات پہنچتی ہیں' نعمتیں عطا ہوتی ہیں اللہ کی طرف سے فضل تم پر نازل ہوتے ہیں' ہر فضل ان کو تکلیف پہنچاتا ہے۔ (-) اور اگر تمہیں کوئی تکلیف پہنچ جائے کوئی برائی پہنچے تو اس پر یہ بہت خوش ہوتے ہیں۔ اب ایک بات تو خاص طور پر قابل ذکر یہ ہے کہ (-) مراد صرف یہ نہیں ہے کہ کوئی ایسی تکلیف پہنچے جو بدنی طور پر آپ کے لئے نقصان دہ ہو یا مالی طور پر نقصان دہ ہو یا جانی طور پر نقصان دہ ہو۔ (-) (یہ) عادات کے بد ہونے کا نام بھی ہے۔ اگر آپ نیکیوں سے پھر جائیں اگر بدیوں کا شکار ہو جائیں تو یہ لوگ بہت خوش ہوں گے۔

پس (نقل مکانی) کرنے والے بھی اور وہ بھی جو (نقل مکانی) کے بغیر اس سے پہلے ایک معاند ماحول میں زندگی بسر کر رہے ہیں ان کے لئے اس میں بہت بڑی نصیحت ہے کہ تم خدا کی خاطر ایک ایسے راستے پر چل پڑے ہو جہاں خدا کے فضل نازل ہوں گے لیکن ہر فضل غیر کو تمہیں مصیبت پہنچانے پر اور بھی زیادہ اکسائے گا اور ہر فضل کے نتیجے میں ان کی دشمنیاں بڑھتی چلی جائیں گی اور پھر یہ چاہیں گے کہ تم بد ہو جاؤ' تمہارے اندر برائیاں گھر کر جائیں۔ ہر قسم کے عیوب جو ان میں پائے جاتے ہیں وہ تمہارے اندر بھی دوبارہ داخل ہو جائیں یا اس کے علاوہ اگر کبھی کوئی حادثاتی طور پر تمہیں تکلیف پہنچ جائے تو یہ ساری چیزیں مل کر ان کے لئے خوشیوں کا موجب بنتی ہیں۔ اس کا علاج کیا ہے۔ فرمایا (-) اگر تم صبر سے کام لو (-) اور تقویٰ اختیار کرو۔ صبر سے کام لو تو واضح ہے۔ تقویٰ اختیار کرو۔ کن معنوں میں؟

یہاں دو پہلو ہیں جن کا ذکر کھول کر کرنا ضروری ہے کیونکہ وعدہ یہ ہے (-) پھر تمہیں ان کی کوئی سکیم' کوئی سازش بھی' کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے گی۔ پس یہ مسئلہ بہت اہم ہے۔ کیا کریں ہم کہ دشمن دانتوں میں رہتے ہوئے زبان دانتوں کی ضرب سے ہمیشہ محفوظ رہے۔ اپنے دانت بھی بے احتیاطی سے اپنی زبان کو کاٹ جاتے ہیں۔ لیکن اگر زبان دشمن دانتوں میں گھری ہوئی ہو پھر اس کا بچ نکلنا امر محال دکھائی دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے ہم تمہیں ترکیب بتاتے ہیں (-) صبر سے کام لو اور (-) حتی المقدور احتیاطی تدابیر اختیار کرو اور دوسرا معنی ہے اللہ سے ڈرو غیر اللہ سے نہ ڈرو۔ تو فرمایا یہ تم پر شرط ہے کہ ایسے حالات میں صبر کرتے ہوئے احتیاطی تدابیر ضرور اختیار کرو لیکن دشمن سے ڈرتے ہوئے نہیں بلکہ اللہ سے ڈرتے ہوئے اور محض اسی سے ڈرتے رہو۔ اگر تم یہ شرائط پوری کرو گے تو خدا کا وعدہ ہے (-) کہ ان کی کوئی تدبیر کوئی ترکیب' کوئی سازش تمہیں نقصان نہیں پہنچا سکے گی۔ (-) اس لئے کہ خدا ان کے تمام اعمال کا گھیرا لئے ہوئے ہے۔ ان کے ارد گرد جو شر پھیل رہے ہیں وہ سب خدا کے گھیرے میں ہیں۔ جب تک خدا اس گھیرے کو توڑ کر کسی تک وہ شر پہنچنے نہیں دیتا' ناممکن ہے کہ ان کا شر از خود دوسروں پر پھلانگ سکے اور ان کے اوپر حملہ کر سکے۔ پس تم اس گھیرے کے نتیجے میں جو خدا تعالیٰ تمہاری ہی خاطر ان کے گرد باندھے ہوئے ہے اس شر کے دائرے سے باہر ہو گے لیکن صبر سے کام لینا ہے اور تقویٰ اختیار کرنا ہے۔ امر واقعہ یہی ہے آپ گرد و پیش کے حالات پر نظر ڈال کر دیکھیں کہ ہر دشمن کی سکیم کے گرد خدا نے کچھ گھیرے ڈالے ہوئے ہیں ورنہ وہ چاہتے تو بہت کچھ ہیں۔ ان کے دل کے بغض تو ہر وقت کھولتے ہیں' ایک قسم کی جہنم میں مبتلا لوگ ہیں (-) بہت تھوڑا اور بہت معمولی سا ابتلاء پیدا کرتا ہے اس کی بھی الگ حکمت ہے اور اس نقصان کو بھی اللہ تعالیٰ پیش نظر رکھتے ہوئے فرما رہا ہے کہ تمہیں کوئی حقیقی نقصان نہیں پہنچ سکے گا۔ (-) مراد یہ نہیں ہے کہ ذرہ بھر بھی۔ ذرہ بھر نقصان سے مراد یہ نہیں ہے کہ کوئی تکلیف بھی تمہیں نہیں پہنچے گی۔ اگر یہ معنے لئے جائیں تو تاریخ (-) بالکل بے معنی دکھائی دے گی۔ آنحضرت ﷺ سے بڑھ کر صبر کرنے والا اور تقویٰ کرنے والا اور کوئی وجود نہیں تھا۔ اس کے باوجود آنحضرت ﷺ کو بعض تکلیفیں پہنچتی رہیں اور اگر تکلیفیں پہنچیں ہی نہ تو صبر کا پھر کیا تعلق ہوا۔ صبر کا لفظ بتا رہا ہے کہ کچھ تکلیفیں ضرور پہنچیں گی۔ پس (-) مراد یہ ہے کہ تمہارے مقاصد کا کوئی نقصان نہیں کر سکیں گے۔ جن عظمت کی راہوں پر تم گامزن ہو کوئی ان کی شرارت

تمہاری راہ نہیں روک سکے گی' تمہارے قدم نہیں تھام سکے گی' تم مسلسل آگے بڑھتے رہو گے اور جو دکھ تمہیں پہنچے گا اس کے مقابل پر فضل اتنے نازل ہو رہے ہوں گے کہ وہ دکھ تمہیں بالکل بے معنی اور بے حقیقت سا دکھائی دے گا' یوں لگے گا جیسے کانٹا سا چبھ گیا ہے۔ اور یہی صورت حال ہے (-)

آنحضرت ﷺ اور آپ کے غلاموں نے صبر کے عظیم نمونے دکھائے اور تقویٰ کی باریک ترین راہوں پر گامزن رہے اور بڑے صبر کے ساتھ تقویٰ کے ساتھ چمٹے رہے اور اس بڑی وسیع جدوجہد میں جو (کلام الٰہی) کے ذریعے بھی جاری تھی اور (مجاہدہ) اکبر بھی مسلسل چل رہا تھا۔ اور قتال کے ذریعے بھی جاری تھی اور (مجاہدہ) اصغر بھی مسلسل جاری تھا اور نفس کی تربیت کے ذریعے بھی جاری تھی۔ پس یہ عظیم جدوجہد جو تمام زندگی کے دائروں پر پھیلی پڑی تھی اس میں مسلسل انہوں نے صبر سے کام لیا اور تقویٰ پر گامزن رہے۔ اس کے نتیجے میں جو ان کو تکلیفیں پہنچی ہیں خدا کے فضلوں کے مقابل پر ایسی حقیر اور بے معنی دکھائی دیتی ہیں کہ اس کے متعلق اگر موازنہ کر کے دیکھیں تو آپ کہہ سکیں گے کہ کچھ بھی نہیں ہوا۔ کسی کروڑ پتی کا ہزار روپیہ کا نقصان ہو جائے تو نقصان تو ہے مگر وہ یہ نہیں کہہ سکتا کہ اس غم میں ہلاک ہو جائے کہ میرے ایک ہزار روپے ضائع ہو گئے۔ ہو سکتا ہے کروڑ ہی ضائع ہو جاتے۔ تو وہ ہلکی سی تخفیف کی نظر ڈال کر دیکھے گا ہزار روپے کا کیا فرق پڑتا ہے۔ کچھ بھی نہیں بالکل۔ مجھے تو کوئی بھی نقصان نہیں ہوا۔

پس یہ ان کی نفسیاتی کیفیت ہے جو بیان کی جا رہی ہے۔ یہ مراد ہرگز نہیں ہے کہ تمہیں کسی قسم کی کوئی اذیت نہیں پہنچے گی اگر اذیت نہ پہنچنی ہوتی تو صبر کا مضمون مذکور ہی نہ ہوتا۔ صبر کے مضمون کا کوئی اس بات سے تعلق ہی نہ ہوتا۔ (-) پس آپ بھی ان معنوں میں صبر اختیار کریں اور تقویٰ اختیار کریں جو دشمن میں گھرے ہوئے ہیں خدا کا ہر فضل ان کی دشمنی کو بڑھا رہا ہے۔ اور ہر تکلیف جو آپ کو پہنچتی ہے یا ہر برائی جو آپ اپنے اندر داخل ہونے دیتے ہیں وہ ان کی خوشیوں کا موجب بنتی ہے۔ پس دعا اور استغفار سے کام لیتے ہوئے اگر آپ صبر اور تقویٰ کی راہ اختیار کریں گے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تمہیں یوں معلوم ہو گا جیسے تمہیں کوئی بھی نقصان نہیں پہنچا۔ اور اللہ تعالیٰ دشمن کو ہمیشہ اپنے گھیرے میں رکھے گا اور اس کا شر اس گھیرے سے اچھل کر' باہر آ کر تمہیں کوئی حقیقی اور گہرا گزند نہیں پہنچا سکتا' ہرگز نقصان نہیں پہنچا سکتا۔

پھر فرمایا اگر مقابلے ہوں تو کیا کرنا ہے۔ اگر بعض دفعہ ایسے حالات پیدا ہو جائیں کہ جوابی کارروائی کر بیٹھو کیونکہ تم سے صبر نہ ہو تو اس صورت میں کیا نصیحت ہے' فرمایا (-) اگر تم ان کو سزا دو (-) تو اتنی ہی سزا دو جتنا تمہیں نقصان پہنچایا گیا ہے۔ اور ہرگز اعتدال سے تجاوز نہیں کرنا۔ لیکن ہم پھر تمہیں توجہ دلاتے ہیں (-) اگر تم صبر سے کام لو تو صبر سے کام لینے والوں کے لئے بہت ہی بہتر ہے۔ پس جب بعض اوقات بعض نوجوان پاکستان کے حالات میں ایک لمبے عرصے تک یک طرفہ تکلیفیں برداشت کرتے رہتے ہیں تو اچانک بعض دفعہ ان کا صبر کا پیمانہ لبریز ہو جاتا ہے اور وہ جوابی کارروائی شروع کر دیتے ہیں۔ مجھے تو اکثر اطلاع اس وقت ملتی ہے جب ہو چکا ہوتا ہے معاملہ۔ اور اس کے نتیجے میں پھر خصوصیت سے یہ دعا بھی کرنی پڑتی ہے کہ ان کی ایک غیر حکیمانہ حرکت کے نتیجے میں' صبر سے عاری حرکت کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ دوسرے معصوم احمدیوں کو غیروں کے شر سے بچائے رکھے۔ کیونکہ صبر کا دامن چھوڑنے کا ایک یہ بھی نقصان ہے کہ جس شخص نے اپنے دل کا غصہ نکال لیا اسے تو بظاہر ٹھنڈ پڑ گئی لیکن وہ معصوم جو بالکل نہتے اور بے بس پڑے ہوئے ہیں اور ہر طرف دشمن کے گھیرے میں ہیں بعض دفعہ اس شخص کا بدلہ جو اپنے دل کے جوش کا نکال لیتا ہے ان معصوموں سے لیا جاتا ہے جن کا ایک ذرہ بھی اس میں قصور نہیں ہوتا۔

پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ دیکھو صبر سے کام لینا' صبر بہتر ہے بہرحال۔ لیکن اگر کبھی کوئی شخص مجبور ہو جائے تو اتنا ہی بدلہ لے جتنا اس سے زیادتی کی گئی ہے۔ اگر انصاف کے ساتھ اتنا ہی بدلہ لیا جائے تو بسا اوقات اس کا یہ بھی فائدہ پہنچتا ہے کہ سوسائٹی جو حالات سے واقف ہوتی ہے وہ باتیں شروع کر دیتی ہے کہ اس نے کیا تو ہے یہ' لیکن اس کے ساتھ ایسا ہی ہوا تھا اور اس نے بدلہ لیتے وقت ذرا بھی زیادتی نہیں کی۔ چنانچہ پھر گرد و پیش اس کے حق میں ایک رائے قائم ہونی شروع ہو جاتی ہے اس کی تائید میں آوازیں اٹھنے لگتی ہیں۔ کیونکہ وہ انصاف پر قائم رہا اور ایسے واقعہ "بہت سے امور مجھ تک پہنچتے ہیں۔ یعنی یہ فرضی بات نہیں کہ کبھی کسی نوجوان سے غلطی ہوئی اور اس نے زیادتی میں تجاوز نہیں کیا تو ارد گرد کے لوگ بیچ میں داخل ہوئے اور اس شرارت کو بڑھنے اور پھیلنے سے روک دیا۔ مگر حقیقی بات جو دائم یاد رکھنے کے لائق ہے وہ یہی ہے (-) اگر تم صبر سے کام لو گے تو یہ صبر کرنے والوں کے لئے بہت بہتر ہے۔

اب اس کے بعد یہ مضمون اپنی انتہا کو پہنچایا جاتا ہے (-) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تو صبر کر۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا حضرت محمد رسول اللہ ﷺ پر کچھ ایسے بھی لمحے گزرے تھے جب خدا کو یہ کہنا پڑے کہ صبر سے کام لینا' صبر کا دامن نہ چھوڑنا۔ اگر کوئی یہ ترجمہ کرے تو بالکل غلط ہے کیونکہ یہ (-) خود اس مضمون کو آگے کھول رہی ہے اور یہ غلط ترجمہ کرنے سے جو بعد میں انتہائی گہرے حکمت کے موتی اس (-) میں چھپے ہیں ان سے آپ کی نظر محروم رہ جائے گی' وہاں تک پہنچ نہیں سکے گی۔ آنحضرت ﷺ تو صبر کے ساتھ پیدا کئے گئے تھے۔ بہت بچپن ہی میں آپ کی فطرت میں صبر گوندھا گیا تھا۔ نہایت دردناک

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حالات سے پے در پے گزرے۔ باپ کا صدمہ ایسا کہ کبھی اس کا منہ نہ دیکھا۔ پیدا بعد میں ہوئے اور باپ کی شفقت سے محروم ہی پیدا ہوئے۔ ماں کا صدمہ ایسا کہ جب محبت کی عمر کو پہنچے تو ماں کا سایہ بھی سر سے اٹھ چکا تھا۔ جس دادا نے پالا وہ بھی چھوٹی عمر میں چھوڑ کر چلا گیا۔ اور پھر خدا تعالیٰ نے ایسے وقت پر آپ کو منصب پر فائز کر دیا کہ جو خاندان کی معمولی ہمدردیاں تھیں وہ بھی ہاتھ سے جاتی رہیں۔ سب قریبی دشمن ہو گئے اور خود صبر سے ایسے آزمائے گئے ذاتی طور پر کہ جن صحابہؓ نے آپ سے محبت کی ان سے بڑھ کر آپ نے محبت کی اور ان سب کی تکلیفیں بھی برداشت کرنی پڑیں۔ بعض صحابہ کر آ کر شکایت کرتے تھے یا رسول اللہ ہم سے یہ ہو گیا۔ ان کو علم نہیں تھا کہ ان کے دلوں سے بڑھ کر محمد رسول اللہ ﷺ کے دل میں ان کا دکھ تھا۔ بیٹے پیدا ہوئے ایک کے بعد دوسرا گزرتا گیا اور دشمن طعنے دیتا رہا (-) ایک طرف آپؐ کی محبت کرنے والی طبیعت کو اپنے معصوم بچوں کی جدائی کا غم' دوسری طرف طعنہ دینے والوں کی تکلیفیں۔ مسلسل صبر کے ساتھ' زبان پر شکوہ لائے بغیر اس بات کا تذکرہ کئے بغیر' خدا کی خاطر صبر پر قائم رہے۔ یہاں تک کہ ایک دفعہ ایک عورت جو اپنے بیٹے کی قبر پر رو رہی تھی اور واویلا کر رہی تھی اس کے پاس سے جب آنحضرت ﷺ کا گزر ہوا تو آپؐ نے فرمایا بی بی صبر کر۔ تو اس نے جواباً کہا' اس کو پتہ نہیں تھا کہ کون ہے' اس نے کہا جس کا بیٹا مرے اس کو پتہ ہوتا ہے۔ اس کو کیا پتہ تھا کہ محمد رسول اللہ ﷺ کے بیٹے ایک کے بعد دوسرے فوت ہوتے چلے گئے۔ لیکن آپؐ نے اس کو یہ نہیں کہا۔ آپؐ وہاں سے روانہ ہوئے۔ بعد میں کسی نے کہا تو کیا بات کر بیٹھی ہے۔ کس سے بات کی ہے۔ جب اس کو پتہ چلا کہ یہ محمد رسول اللہ ﷺ تھے تو دیوانہ وار دوڑتی ہوئی پیچھے گئی اور کہا یا رسول اللہ میں صبر کرتی ہوں۔ آپ نے فرمایا صبر کا تو وہ وقت ہوتا ہے جب کہ صدمہ اپنی انتہا کو پہنچا ہو۔

گویا محمد رسول اللہ ﷺ مسلسل ان صدمات سے دوچار ہوتے ہوئے ان کے دکھوں میں سے گزرتے ہوئے اس طرح صبر کرتے رہے کہ اگر یہ واقعہ تاریخ میں محفوظ نہ ہوتا تو ہمیں پتہ بھی نہ چلتا کہ ہر بیٹے کی جدائی پر آپ کو کیسا صدمہ ہوا کرتا تھا۔ مگر اللہ کی خاطر صبر کرتے تھے۔ پس یہ (-) ہرگز وہ معنی نہیں رکھتی جو بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ گویا محمد رسول اللہ ﷺ کو اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے کہ تو بھی صبر کر اور استقلال کے ساتھ دکھوں کو برداشت کر۔ یہ معنی ہرگز نہیں۔ کیونکہ معاً بعد اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (-) تجھے ہم صبر کا کہہ رہے ہیں جب کہ خدا جانتا ہے کہ تیرا صبر تو تمام تر اللہ کی خاطر ہے اور پہلے ہی سے تو صبر کی حالت میں زندگی گزار رہا ہے۔ پھر یہ صبر کس پر ہے۔ فرمایا (-) تو اپنے دکھوں پر تو صبر کرتا ہی ہے مگر ان کو جن کو خدا کے عذاب نے آ پکڑنا ہے جن کے متعلق تو بد انجام دیکھ رہا ہے ان کا بھی غم دل کو لگا بیٹھا ہے اور یہ اور طرح کا صبر ہے جس کی بات ہو رہی ہے۔ فرمایا ان کے بد انجام کو دیکھ کر صبر کر اور ان کی خاطر اتنا غم محسوس نہ کر کہ گویا تو اپنے آپ کو ہلاک کر لے۔ پس صبر کا مضمون ایک نئے آسمان میں بلند ہو چکا ہے۔ نئی رفعتیں حاصل کر چکا ہے یہ کہہ کر کہ اے محمدؐ' صبر کر۔ اللہ فرماتا ہے اللہ جانتا ہے کہ تمام تر تو خدا کی خاطر صبر کرنے والا ہے مگر مشکل یہ ہے کہ اتنا رحم دل ہے کہ اب دوسروں کے لئے حزیں رہتا ہے دوسروں کے لئے ہر وقت دل میں غم محسوس کرتا ہے اور یہاں (-) کا فقرہ ہرگز حکم کے معنوں میں نہیں ہے بلکہ ایک پیار کا اظہار ہے۔ پیار کا اظہار ہے کہ اللہ کی تیرے حزن پر نظر ہے۔ ورنہ اگر یہ حکم ہوتا تو محمد رسول ﷺ اسی وقت حزن کو چھوڑ دیتے مگر آپؐ تو مسلسل اسی حزن میں مبتلا رہے یہاں تک کہ جب آپؐ کے سر کے بال سفید ہوئے تو آپ نے ان بالوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ عمر نے میرے بال سفید نہیں کئے' سورہ ہود میں جب میں نے ان قوموں کے حالات پڑھے جن پر خدا کا غضب نازل ہوا تو ان کے غم نے میرے بال سفید کر دئے۔

پس وہ لوگ جنہوں نے آئندہ آنا تھا جو محمدؐ رسول اللہ کی دشمنی کے نتیجے میں سزا پانے والے تھے' جن کے عذاب کی خبریں محمد رسول اللہ ﷺ کو دی گئی تھیں' ان کے غم پر آپؐ کا صبر ہے جس کی بات ہو رہی ہے۔ ان کی تکلیفوں پر آپ کا صبر ہے جس کی بات ہو رہی ہے۔ پس یہ صبر کا مضمون ایک بالکل اور قسم کا مضمون ہے جو اس سے پہلے دنیا نے نہیں دیکھا تھا اور پھر اس مضمون کو آپ باندھیں اس صبر کے ساتھ جو اسماعیل نے دکھایا تھا تب یہ مضمون مکمل ہو جاتا ہے۔ دنیا کا سب سے بڑا صبر کرنے والا انسان' حضرت محمد رسول اللہ ﷺ ' دنیا کا سب سے بڑا داعی الی اللہ بنایا گیا۔ دنیا کا سب سے بڑا صبر کرنے والا انسان' دنیا کا سب سے زیادہ رحم کرنے والا انسان۔ اور دعوت الی اللہ میں صبر کی اس لئے بھی ضرورت ہے کہ (-) دشمن کے شر سے' اللہ کے غضب سے' حفاظت میں رہیں اور خدا تعالیٰ کا پیار آپ کی حفاظت میں ان کے گرد فصیلیں کھینچ دے۔ مگر صرف اس غرض سے نہیں بلکہ اس لئے کہ وہ صبر (-) اپنے ساتھ رحم کے جذبے رکھتا ہے' غصے نہیں رکھتا اور یہ وہ صبر ہے جو دوسرے صبروں سے محمدؐ رسول اللہ کے صبر کو ممتاز کر رہا ہے ورنہ عام حالات میں صبر کا ایک یہ بھی معنی ہوتا ہے اور اکثر دیکھنے میں آیا ہے کہ غصے سے کسی نے کوئی بات کہی' چہرے پہ تھپڑ مار دیا' کوئی گالی دی' پتھراؤ کیا' دل غیظ و غضب میں کھول رہا ہے مگر انسان صبر کر رہا ہے۔ بسا اوقات ایسا صبر بزدلی کی علامت ہوتا ہے اور اس صبر کے کوئی بھی معنے نہیں یہ (صاحب ایمان) کا صبر نہیں ہے۔ بسا اوقات ایسا صبر اللہ کی خاطر ہوتا ہے یا اپنے مظلوم بھائیوں کی خاطر ہوتا ہے کہ اگر میں نے کوئی ایسی بات کی جو حکمت کے تقاضے کے خلاف ہوئی' میں اپنا بدلہ تو اتاروں گا مگر میرے بے کس اور نہتے اور دفاع سے عاری بھائیوں کا کیا بنے گا جس پر دشمن میرے بدلے اتارے گا۔ اس خیال سے جو صبر کرتا ہے وہ بھی اللہ صبر کرتا ہے۔

پس صبر کا مضمون اس غصے کے دبانے سے بھی تعلق رکھتا ہے مگر صبر کا مضمون رحم سے بھی تعلق رکھتا ہے۔ بے انتہا رحم کے نتیجے میں انسان صبر کرتا ہے اور رحم کے نتیجے میں جو صبر ہوتا ہے جانتا ہے کہ یہ لوگ ظالم ہیں' خدا کا عذاب ان کو پکڑ لے گا۔ اگر غصہ ہو تو انسان کہے گا اچھا پھر ٹھیک ہے جاؤ جہنم میں' تم مجھ سے جو کچھ کر رہے ہو اس کی سزا ضرور پاؤ گے مگر رحم والا انسان یہ جذبہ نہیں دکھاتا' یہ ردعمل نہیں دکھاتا۔ وہ تو صبر کرتا ہے اور سوچتا ہے کہ میں نے تو صبر کیا اب خدا ان سے بدلے لے گا۔ اور جب یہ سوچتا ہے کہ خدا ان سے بدلے لے گا تو اس کا دل رحم سے پگھلنے لگتا ہے۔ وہ کہتا ہے میں تو ان کو بچانے کے لئے آیا تھا ان کو ہلاک کرنے کے لئے تو نہیں آیا تھا۔ یہ وہ مضمون ہے جو حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے حوالے سے بیان ہوا ہے اس لئے سب سے بڑا صبر کرنے والا رحمۃ للعالمین بھی بن گیا۔ بلکہ رحمۃ للعالمین تھا تو اس کا صبر خدا کی نظر میں قدر کے لائق ٹھہرا۔ تمام بنی نوع انسان کے غموں کی خاطر وہ حزیں ہوتا رہا' دل اس کا دکھوں میں مبتلا ہوتا رہا اور ان دکھوں پر صبر کی تلقین اللہ فرماتا رہا۔

یہ ہے صبر کا مضمون جو اپنے منتہیٰ کو پہنچتا ہے۔ اور ایسے صابر رسول کی تیاری مدتوں پہلے اسی بیابان عرب میں مکے کی وادی میں کی گئی تھی جب کہ وہ جد امجد جس کی کوکھ سے آپؐ نے پیدا ہونا تھا اس کے صبر کا خدا نے ایک ایسا نمونہ ہمارے لئے محفوظ کر دیا کہ جب اس صبر کے نمونے پر نظر پڑتی ہے تو دل آج بھی عش عش کر اٹھتا ہے اور دل اور روح کی گہرائیوں سے اس پر سلام اٹھنے لگتے ہیں' دعائیں نکلتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ ایسے وجود پر ہمیشہ سلامتی بھیجے۔ اور آج تک ہمیشہ حج کے موقع پر اس کے صبر کی یادیں تازہ کی جاتی ہیں اور وہ نمونے پھر بھی دنیا میں پھیلائے جا رہے ہیں۔ اس لئے کہ وہ صبر تھا جس کے بعد' اس صبر کے نتیجے میں خدا تعالیٰ نے صبر عظیم پر فائز انسان کو پیدا فرمانا تھا اور اس مضمون کو بڑھا کر اپنے منتہیٰ تک' اپنے معراج تک پہنچانا تھا۔

پس حضرت اسماعیلؑ کے حوالے سے میں اس خطبے کو ختم کرتا ہوں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ (-) جب اسماعیل دوڑنے پھرنے کی عمر کو پہنچا' جب وہ اپنے باپ کا مددگار بن رہا تھا۔ اس وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان کو اپنی رؤیا بتائی جس میں آپ نے دیکھا تھا کہ میں اس بچے کو ذبح کر رہا ہوں اور کہا بیٹے تیرا کیا خیال ہے۔ میں نے تجھے رؤیا میں دیکھا ہے کہ میں تجھے ذبح کر رہا ہوں (-) اے میرے باپ وہی کر جس کا تجھے حکم دیا گیا ہے (-) (اللہ تعالیٰ نے چاہا تو) تو مجھے ضرور صبر کرنے والا پائے گا۔ دشمن کے سامنے' دشمن کے مقابلے پر صبر اختیار کرنا اور چیز ہے۔ ایک ایسے موقعہ پر جب کہ اختیار دیا جاتا ہے کہ چاہے تو یہ قبول کرو' چاہو تو وہ قبول کرو۔ اگر چاہو تو یہ چھری جس کو رؤیا میں دکھایا گیا ہے تیری گردن پر' تمہاری گردن پر کبھی نہیں چلے گی۔ تمہیں اختیار سونپا جا رہا ہے۔ کیا تم اس بات کے لئے تیار ہو کہ اللہ کی رضا کی خاطر جانتے ہوئے کہ کیا ہونے والا ہے اپنی گردن اس کے حضور پیش کر دو۔ حضرت اسماعیلؑ نے کہا ہاں میرے باپ میں تیار ہوں' تو وہی کر جس کا تجھے حکم دیا گیا ہے اور تو مجھے ضرور صابرین میں سے پائے گا۔

یہ وہ صبر کا اعلیٰ نمونہ تھا' جس کی کوکھ سے محمدؐ رسول اللہ کا صبر پھوٹا ہے اور پھر اتنا ترقی کر گیا کہ اس کے مقابل پر یہ صبر ایک معمولی صبر دکھائی دیتا ہے۔ آنحضرت ﷺ کا صبر صحابہ کی صورت میں' ان کی جانوں میں' ان کی روحوں میں ڈھل گیا (-) دشمن کی کوئی تدبیر آپ کا ادنیٰ سا بھی نقصان نہیں کر سکے گی۔ جو دکھ وہ آپ کو پہنچائے گی اس کے مقابل پر آپ کو اتنی ترقیاں نصیب ہوں گی کہ آپ بلندیوں سے اس دکھ کی حالت کو دیکھیں گے اور ہنسیں گے کہ بھلا یہ بھی کوئی دکھ تھا۔ اللہ کرے کہ ہمیں للّٰہی صبر کی توفیق نصیب ہو اور اس صبر کے تمام میٹھے پھل ہمیں عطا ہوں اور دائماً" عطا ہوتے چلے جائیں' ہم بھی نسلاً" بعد نسلٍ اسماعیل پر اسماعیل پیدا کرتے چلیں' خدا کرے کہ ایسا ہی ہو۔

ارشادات حضرت امام جماعت الثانی

تلقینِ عمل

مجھے اپنے بچپن کا ایک واقعہ ہمیشہ یاد رہتا ہے۔ میں چھوٹا تھا کہ میں نے اور دوسرے بچوں نے مل کر جہلم سے ایک کشتی منگوائی وہ کشتی نیلام ہوئی تھی۔ اور ہمیں سستی مل گئی تھی۔ یوں تو ویسی کشتی ان دنوں سو۔ سوا سو روپیہ میں تیار ہوتی تھی مگر ہمیں صرف سترہ روپیہ میں مل گئی۔ اور چھبیس روپیہ کرایہ لگا۔ جب وہ یہاں آگئی تو جو خریدنے والے تھے ان میں سے کئی باہر چلے گئے۔ اور آخری نگران میں ہی مقرر ہوا۔ ہم نے اس کو ایک زنجیر سے باندھ کر ڈھاب کے کنارے رکھا ہوا تھا۔ بعض دفعہ جب ہم وہاں موجود نہ ہوتے تو لڑکوں نے کشتی کو کھول کر لے جانا خوب کودنا اور چھلانگیں لگانا اور چونکہ وہ بے احتیاطی سے استعمال کرتے تھے اس لئے کشتی کے تختے روز بروز ڈھیلے ہوتے چلے گئے۔ میں نے اس کے انسداد کے لئے دوست مقرر کر دئے۔ اور انہیں کہہ دیا کہ تم نگرانی رکھو اور پھر اگر کسی دن لڑکے کشتی کو کھول کر پانی میں لے جائیں تو

باقی صفحہ 7 پر

یاد ماضی

چوہدری محمد شریف صاحب سابق مربی فلسطین

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مصر کے ایک مخلص احمدی نوجوان کا انتقال

یہ خبر نہایت افسوس سے سنی جائے گی کہ جماعت احمدیہ قاہرہ (مصر) کے ایک مخلص احمدی نوجوان جلال الدین عبدالحمید خورشید .بقضاء الٰہی چند دن بیمار رہ کر یکم مئی کو وفات پا کر اپنے مولا حقیقی سے جاملے۔

آپ کی عمر بوقت وفات 21-22 سال تھی خدام الاحمدیہ قاہرہ کے سیکرٹری تھے۔ جماعتی کاموں میں بڑی محنت اور سرگرمی دکھاتے تھے۔ اور جس کام کے لئے کہا جائے۔ اسے نہایت تندہی سے بجالاتے تھے۔ دعوت الی اللہ کا بڑا شوق تھا۔

آپ ہمارے نہایت ہی مخلص اور قدیم احمدی بھائی عبدالحمید خورشید آفندی کے صاحبزادے تھے۔ اور حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی کی دعا سے پیدا ہوئے تھے برادرم عبدالحمید خورشید 1938ء میں قادیان آئے۔ اور چالیس دن تک قادیان میں رہے۔ اثنائے اقامت قادیان میں آپ نے حضرت صاحب کی خدمت میں عرض کیا کہ میں دس بارہ سال سے شادی شدہ ہوں مگر میرے گھر کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ میں اولاد کے لئے دعا کی درخواست کرنے یہاں آیا ہوں۔ حضرت صاحب نے فرمایا میں دعا کروں گا۔ آپ یاد دلاتے رہیں۔ کچھ دنوں کے جب برادرم عبدالحمید صاحب حضرت صاحب کی خدمت میں دوبارہ حاضر ہوئے تو حضرت صاحب نے فرمایا۔ میں نے آپ کے لئے دعا کی ہے اللہ تعالیٰ آپ کو فرزند عطا کرے گا۔

برادرم عبدالحمید صاحب جب قادیان سے واپس گئے۔ تو آپ نے حضرت صاحب کا یہ ارشاد جماعت احمدیہ بغداد۔ شام اور فلسطین کے احباب کو بتایا۔ بعض احباب نے ان کو اس ارشاد کے ذکر کرنے سے منع بھی کیا مگر انہوں نے جواب دیا کہ یہ حضرت صاحب کا ارشاد ہے۔ اور خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے اس لئے میں اسے ضرور بیان کروں گا۔

آپ کے گھر واپس جانے کے بعد آپ کے گھر میں لڑکا پیدا ہوا جس کا نام آپ نے بلاد عربیہ کے پہلے مربی کے نام پر جلال الدین رکھا۔ اور اس کے بعد دوسرا لڑکا پیدا ہوا۔ جس کا نام شمس الدین رکھا۔ پھر لڑکی پیدا ہوئی جس کا نام عائشہ رکھا۔ غرض عزیز اللہ تعالیٰ کا ایک خاص نشان تھا۔

عزیز نہایت نیک نوجوان تھا۔ اس کی وفات ایک قومی نقصان ہے عزیز کی وفات پر برادرم عبدالحمید خورشید صاحب افندی کو پریذیڈنٹ جمہوریہ عربیہ سیادت جمال عبدالناصر کی طرف سے بھی تعزیت کا پیغام موصول ہوا ہے اور جماعت احمدیہ مصر نے بھی نہایت ہمدردی کا اظہار کرتے ہوئے اپنا فرض منصبی ادا کیا۔

ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ برادر عزیز کے والد بزرگوار عبدالحمید خورشید اور ان کی اہلیہ صاحبہ اور دیگر اعزاء و اقرباء کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے اور ان کے اس نقصان کی تلافی فرمائے۔ اور انہیں اور جماعت احمدیہ قاہرہ کو نعم البدل عطا فرمائے۔

(الفضل مورخہ 21- مئی 1960ء)

یاد رفتگان ... ...

عبدالحمید چوہدری

میجر (ریٹائرڈ) منظور احمد

میجر (ر) منظور احمد میرے خالہ زاد بھائی تھے۔ وہ 13- اگست 1923ء کو گوگیرہ ضلع منٹگمری (موجودہ ساہیوال) میں پیدا ہوئے تھے۔ اس وقت ان کے والد صاحب (حضرت ملک جان محمد صاحب جو حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے رفقاء میں سے تھے) گوگیرہ میں بطور انسپکٹر پولیس متعین تھے۔ ان کے والد صاحب راہوں ضلع جالندھر (بھارت) کے رہنے والے تھے۔ اس وقت کی حکومت نے حسن کارکردگی پر انہیں ضلع منٹگمری کے چک 95/6/R میں کچھ زمین بطور انعام دی تھی چنانچہ ریٹائرمنٹ کے بعد انہوں نے وہیں مستقل رہائش اختیار کرلی تھی۔

میجر (ر) منظور احمد صاحب نے ابتدائی تعلیم منٹگمری میں حاصل کی تھی 1939ء میں میٹرک کرنے کے بعد 1941ء میں وہ رائل انڈین نیوی میں بھرتی ہو گئے۔ لیکن وہ اس ملازمت سے مطمئن نہیں تھے کیونکہ وہ ان کے مزاج کے مطابق نہیں تھی۔ چنانچہ وہ اس ملازمت کو خیرباد کہنے کا سوچتے رہتے تھے لیکن میرے تایا زاد بھائی مکرم لفٹیننٹ کرنل (ر) جی۔ ایم۔ اقبال (حال وگلبرگ لاہور) سے مشورہ کرنے کے بعد وہ اپنے اس ارادہ سے باز رہے۔ دوسری جنگ عظیم کے خاتمہ کے بعد رائل انڈین نیوی کے چند افراد کو حکومت کے خلاف بغاوت کرنے کے جرم میں گرفتار کرلیا گیا۔ ایک غلطی فہمی کی بناء پر ان پر بھی بغاوت میں حصہ لینے کا الزام لگایا گیا لیکن بعد میں اس الزام سے باعزت طور پر بری کرنے کے بعد 1946ء میں انہیں ملازمت سے فارغ کردیا گیا جو امر عین ان کی خواہش کے مطابق تھا۔ بعد میں انہوں نے ایک مقابلہ کا امتحان پاس کیا اور انہیں دفتر روزگار ملتان میں بطور اسسٹنٹ مینجر مقرر کیا گیا۔ ملتان میں ان کا قیام میرے والد صاحب کی خواہش اور اصرار پر ہمارے ہاں رہا۔ انہیں دنوں میرے بڑے بھائی مکرم ڈاکٹر عبدالسلام صاحب نوبل انعام یافتہ کے ساتھ برادرانہ تعلقات گہری دوستی میں تبدیل ہوئے جو میجر منظور احمد صاحب کی وفات تک قائم رہے۔

1950ء میں انہوں نے پاکستان کی بری فوج میں کمیشن حاصل کیا اور مختلف مقامات پر خدمات سرانجام دیتے رہے۔ انہوں نے رن آف کچھ کی جنگ میں حصہ لیا اور دشمن کا اس کی سرحد کے اندر کافی دور تک (منابھاؤ سٹیشن) پیچھا کیا۔ ستمبر 1965ء کی جنگ میں انہوں نے راجستھان سیکٹر میں خدمات سرانجام دیں۔ جنگ کے خاتمے کے بعد ان کی تعیناتی کراچی میں ہوئی۔ میں ان دنوں کراچی میں مقیم تھا۔ کراچی آمد کے بعد انہوں نے مجھے اور میرے اہل خانہ کو اپنے ہاں دعوت پر مدعو کیا اور ٹیلی فون پر اپنی کوٹھی کا محل وقوع اچھی طرح سے سمجھایا جب میں ان کے بتائے ہوئے پتہ پر اس سڑک پر جا پہنچا جس پر ان کی کوٹھی تھی تو میں اپنی گاڑی کی رفتار آہستہ کرکے کوٹھیوں کے نمبر دیکھتا ہوا آگے بڑھ رہا تھا کہ ایک کوٹھی کے دروازہ پر گتے کا بورڈ لٹکتے دیکھا جس پر تحریر تھا "جی ہاں یہی ہے" اس کے نیچے لکھا تھا "میجر منظور احمد" جب ہم چائے نوشی کے لئے میز پر بیٹھے تو کھانے کی چیزیں بڑی نفاست سے رکھی ہوئی تھیں کہ اچانک میری نظر بعض چیزوں کے درمیان ایک سٹینڈ پر پڑی جس پر ایک کاغذ پر لکھا ہوا تھا "ہذا ملح اجاج" وہ بہت ہی لطیف مزاج کے مالک تھے۔ 1947ء کے شروع میں انہوں نے اپنے افسر کو ایک ماہ کی چھٹی کے لئے درخواست دی جس میں رخصت لینے کی وجہ یہ لکھی کہ انہوں نے اپنے چچا کی بیٹی کی شادی میں شمولیت کرنی ہے۔ اس پر ان کے افسر نے ان سے کہا کہ شادی تو ان کے چچا کی بیٹی کی ہو رہی ہے وہ ایک ماہ کی چھٹی کیوں لینا چاہتے ہیں۔ اس پر انہوں نے اپنے افسر کو بتایا کہ دراصل انہی کی شادی ان کے چچا کی بیٹی سے ہو رہی ہے۔

1970ء کے آخر میں ان کی تعیناتی مشرقی پاکستان میں ہوئی اور وہ ڈھاکہ میں متعین رہے۔ بدقسمتی سے 16 دسمبر 1971ء کو سقوط ڈھاکہ پر دشمن کی قید میں چلے گئے۔ شروع شروع میں ان کے بارے میں پتہ نہیں چل رہا تھا کہ آیا زندہ بھی ہیں یا نہیں۔ اگر زندہ ہیں تو کس حال میں ہیں اور کہاں ہیں۔ اس صورت حال کے پیش نظر مکرمی بھائی جان ڈاکٹر عبدالسلام نے ان کے بارے میں پتہ چلایا۔ انہیں بریلی میں قیدی کیمپ میں رکھا گیا تھا جہاں سے انہیں 16 دسمبر 1973ء کو رہائی ملی۔ قید کے دوران وہ کیمپ سے ایک دستی روزنامہ نکالتے تھے۔ انہی دونوں مہندر سنگھ بیدی نے پاکستان کے خلاف ایک طویل نظم لکھی تھی۔ اس نظم کا جواب انہوں نے نظم سے ہی دیا تھا۔ وہ ایک بہت اچھے شاعر تھے۔ ان کا کلام الفضل، المصلح اور ہفت روزہ لاہور میں شائع ہوتا رہتا تھا۔

1977ء میں وہ فوج کی ملازمت سے ریٹائر ہوئے اور انہوں نے ساہیوال میں سکونت اختیار کرلی۔ انہیں بطور امیر جماعت احمدیہ ساہیوال خدمت کرنے کی توفیق ملی۔

میجر (ر) منظور احمد صاحب کی شخصیت بہت پروقار تھی اور وہ جاذب نظر تھے۔ وہ دعاگو اور شب بیدار تھے۔ حالات اور ماحول کے مطابق اپنے آپ کو ڈھالنے کا ڈھنگ انہیں آتا تھا۔

ایک مختصر سی علالت کے بعد 30 نومبر 1993ء کو ساہیوال میں ان کا انتقال ہوا اور وہ وہیں احمدیہ قبرستان میں ابدی نیند سو رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرماتے ہوئے ان کے درجات بلند کرے۔ اور ان کی تمام اولاد کو ان کی نیک تمناؤں۔ خواہشات اور دعاؤں کا وارث بنائے۔ "عجب مرد آزاد تھا"۔

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ (ہماری دلی دعائیں آپ کے لئے) فرماتے ہیں۔

اصل میں خدا سے ڈرنے والے کو تو بڑی بڑی مشکلات ہوتی ہیں۔ انسان پاک صاف تو جب جاکر ہوتا ہے کہ اپنے ارادوں کو اور اپنی باتوں کو بالکل ترک کرکے خدا کے ارادوں کو اسی کی رضا کے حصول کے واسطے فنافی اللہ ہو جاوے۔ خودی اور تکبر اور نخوت سب اس کے اندر سے نکل جاویں۔ اس کی آنکھ ادھر دیکھے جدھر خدا کا حکم ہو۔ اس کے کان ادھر لگیں جدھر اس کے آقا کا فرمان ہو۔ اس کی زبان حق و حکمت کے بیان کرنے کو کھلے۔ اس کے بغیر نہ چلے۔ جب تک اس کے لئے خدا کا اذن نہ ہو اس کا کھانا پہننا سونا پینا مباشرت وغیرہ کرنا سب اس واسطے ہو کہ خدا نے حکم دیا ہے۔ اس واسطے نہ کھائے کہ بھوک لگی ہے۔ بلکہ اس لئے کہ خدا کہتا ہے۔ غرض جب تک مرنے سے پہلے مرکر نہ دکھاوے تب تک اس درجہ تک نہیں پہنچتا کہ متقی ہو پھر جب یہ خدا کے واسطے اپنے اوپر موت وارد کرتا ہے خدا کبھی اسے دوسری موت نہیں دیتا۔

دیکھو گناہ کبیرہ بھی ہیں ان کو تو ہر ایک جانتا ہے اور اپنی طاقت کے موافق نیک انسان ان سے بچنے کی کوشش بھی کرتا ہے۔ مگر تم تمام گناہوں سے کیا کبائر اور کیا صغائر سب سے بچو۔ کیونکہ گناہ ایک زہر ہے جس کے استعمال سے زندہ رہنا محال ہے۔ گناہ ایک آگ ہے جو روحانی قویٰ کو جلاکر خاک سیاہ کر دیتی ہے۔ پس تم ہر قسم کے کیا صغیرہ کیا کبیرہ سب اندرونی بیرونی گناہوں سے بچو آنکھ کے گناہوں سے، ہاتھ کے گناہوں سے، کان ناک زبان اور شرم گاہ کے گناہوں سے بچو۔ غرض ہر عضو کے گناہ کے زہر سے بچتے رہو اور پرہیز کرتے رہو۔

حکیم محمد سعید

بشکریہ ہفت روزہ "لاہور"

ابو منصور مؤفق ہروی

ابو منصور مؤفق ہروی طبی سائنس کا نامور محقق تھا۔ وہ ہرات کا باشندہ تھا اور ایرانی نسل سے تعلق رکھتا تھا۔ اس نے اپنی تمام زندگی ہرات ہی میں بسر کی۔ خاندان ساسانی کے مشہور بادشاہ منصور بن نوح نے اس کی علمی سرپرستی کی۔

سامانی سلطنت کی بنیاد نویں صدی کے اواخر میں اسماعیل بن احمد بن اسد سامانی نے ڈالی۔ اسماعیل سے پہلے اس کا شمار نوابوں میں ہوتا تھا اور وہ خلافت عباسیہ کے ماتحت تھے لیکن خلافت عباسیہ جب روبہ زوال ہوئی تو اسماعیل نے خود مختاری کا اعلان کر دیا۔ یہ ایرانی النسل خاندان تھا۔ اور اس کے مورث اعلیٰ کا نام سامانی تھا اس لئے تاریخ میں یہ خاندان سامانی خاندان کے نام سے مشہور ہوا۔ سلطنت سامانیہ کو تھوڑے ہی عرصہ میں ایسی وسعت حاصل ہوئی کہ وہ خراسان اور عراق کے بعض علاقوں تک پھیل گئی۔ منصور بن نوح جس نے ابو منصور مؤفق کی علمی سرپرستی کی 961ء سے 976ء تک تخت سلطنت پر متمکن رہا۔ ہرات کا صوبہ بھی اس کی قلمرو میں تھا۔ اس زمانے میں عربی زبان میں طب کے تمام موضوعات پر نہایت عظیم الشان تحقیقی کام ہو رہے ہیں۔ فارسی زبان کا دامن بھی خالی نہ تھا لیکن ادویہ کے موضوع پر کوئی محققانہ کام نہیں ہوا تھا ابو منصور مؤفق پہلا شخص ہے جسے خیال ہوا کہ خواص الادویہ پر ایک فارسی رسالہ مرتب کیا جائے تاکہ وہ لوگ بھی استفادہ کر سکیں جن کی مادری زبان فارسی تھی۔ عربی زبان میں لکھی جانے والی کتابوں کے ذخیرہ مفردات میں سرزمین ایران کی جڑی بوٹیوں کے اضافے سے وسعت پیدا ہوئی لیکن اہل ایران کے عام طبقے میں ان کا تعارف ابو منصور کی اسی تالیف کے ذریعہ سے ہوا جس کا نام "حقائق الادویہ" ہے یہ "رسالہ ابن بیطار کی جامع المفردات" کی طرح مبسوط تو نہیں ہے لیکن مختصر ہونے کے باوجود تحقیقاتی خصوصیات کی بناء پر اس رسالے کو بہت مقبولیت حاصل ہوئی اور مورخین طب انہی بلند خصوصیات کی وجہ سے فارسی کی طبی کتابوں میں بھی اس کی تصنیف کو اہم اور بیش قیمت تصور کرتے ہیں خواص الادویہ اس کتاب کا خاص موضوع ہے ابو منصور کی عمر کا بیشتر حصہ اسی موضوع پر کام کرنے میں صرف ہوا اس مشن کی تکمیل کے لئے اس نے دور دراز کا سفر بھی کیا وہ ایران و ہند کے طویل سفر پر بھی گیا۔ اور ادویہ کے متعلق مکمل معلومات حاصل کیں۔ مختلف نمونے بھی حاصل کئے اور پھر ان نمونوں پر تجربات کر کے نئے خواص دریافت کئے جو خواص محققین نے پہلے بیان کئے تھے ان کی مزید تصدیق بھی کی۔ اس تحقیقی کاوش کا ثمر اس کی کتاب حقائق الادویہ ہے اس نے یہ کتاب 968ء کے درمیان مکمل کی۔

"حقائق الادویہ" میں اس نے یونانی' سریاتی عربی اور ہندی طب کے متضاد عناصر کو باہم پیوست کرتے ہوئے 585 دواؤں سے بحث کی ہے اس کتاب میں یونانی اور عربی اور ہندی طب کے متضاد عناصر کو باہم دگر پیوست کرتے ہوئے 585 دواؤں سے بحث کی ہے اس کتاب میں یونانی اور عربی ادویہ کے ساتھ ایورویدک دواؤں کا تذکرہ بھی ہے۔ جن کا مشاہدہ اس نے برصغیر کی علمی سیاحت کے دوران کیا تھا۔ اس کی بیان کردہ دواؤں کو دو بڑے حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ اول نباتی جو پودوں سے حاصل ہوتی ہیں اور دوم حیوانی۔ اس کتاب میں اس کے وسیع اور عظیم ذخیرے میں معدنی ادویہ کی تعداد 75 ہے لیکن نامیاتی دوائیں پانچ سو دس ہیں۔ ان میں چوالیس (44) حیوانی اور بقیہ 462 ادویہ نباتاتی ہیں۔

چار اقسام

ابو مؤفق نے ادویہ کو قدیم طریقے کے مطابق مشہور چار اقسام یعنی گرم تر۔ گرم خشک۔ سرد تر اور سرد خشک میں تقسیم کیا ہے اور پھر ہر دوا کے علیحدہ علیحدہ خواص بیان کئے ہیں اس کی منفرد تحقیق سوڈیم کاربونیٹ اور "پوٹاشیم کاربونیٹ" میں فرق و امتیاز کی نشان دہی ہے۔ وہ سوڈیم کاربونیٹ کو "نزون" اور پوٹاشیم کاربونیٹ کو قلی لکھتا ہے۔

علم کیمیا میں موجودہ زمانے میں سوڈیم کاربونیٹ کا نشان (NG) اسی نترون کی اور پوٹاشیم کا علامتی نشان K اسی قلی کی یاد دلاتا ہے۔

اسے ایک حد تک سنکھیے اور تانبے کے اوکسائڈ اور سرمے سے بھی واقفیت تھی۔ وہ جانتا تھا کہ تانبے اور سیسے کے مرکبات سمی اثرات کے حامل ہیں اسے "پلاسٹر آف پیرس" کا بھی علم تھا اور اس نے جراحت میں اس کے استعمال کی اہمیت اور افادیت پر روشنی ڈالی ہے۔

ہروی کا بڑا کارنامہ یہ ہے کہ ادویہ کے خواص کو اس نے صرف متقدمین کی عطا کردہ معلومات تک محدود نہیں رکھا بلکہ ذاتی طور پر ان کے تجربے اور مشاہدے کی کوشش کی۔

وہ جن خواص کی تشریح کرتا ہے وہ نظری نہیں بلکہ تجرباتی اور مشاہداتی ہوتے ہیں۔ یہی خصوصیت اس کے رسالے کو سائنسی اہمیت عطا کرتی ہے۔

ہندی طب سے متعلق عرب سائنس دان بالخصوص متاخرین اطباء نے اہم معلومات پیش کی ہیں۔ لیکن جہاں تک تحقیق و تجربے کا تعلق ہے ہروی کا امتیاز یہ ہے کہ اس نے صرف انہیں ایورویدک دواؤں کا ذکر کیا ہے جن کے خواص اس کے ذاتی مشاہدے میں آئے۔

اس لئے تعداد کے اعتبار سے ہندی طب کی دوائیں تو کم ہیں لیکن جتنی ہیں ان پر اس کے تجربے کی مہر تصدیق ثبت ہے اسی لئے مورخین طب نے اس کی تحقیق اور محنت کا اعتراف کرتے ہوئے اسے خواص ادویہ کے بلند پایہ ماہرین میں شمار کیا ہے۔

(ہفت روزہ لاہور 24 فروری 1996ء)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یادِ رفتگان

محمد سمیع طاہر

محترمہ رشیدہ بیگم شکیلہ

میری پیاری امی جان محترمہ رشیدہ بیگم شکیلہ اہلیہ چوہدری محمد شفیع سلیم ناظم انصار اللہ ضلع گجرات مورخہ 31۔ جنوری 1996ء کو رات ساڑھے نو بجے اپنے مالک حقیقی کے حضور حاضر ہو گئیں۔

رات آٹھ بجے سانس کی تکلیف ہوئی۔ قریبی ڈاکٹر نے آکر دیکھا لیکن افاقہ نہ ہوا۔ سی ایم ایچ کھاریاں جاتے راستے ہی میں وہ دنیائے فانی سے رخصت ہو گئیں۔

صبح گیارہ بجے ایاز باغ کھاریاں میں جنازہ رکھا گیا مقامی مربی صاحب نے جنازہ پڑھایا جس میں قرب و جوار کی جماعتوں کے احباب نے کثیر تعداد میں شرکت کی ساڑھے گیارہ بجے ہم امی جان کو لے کر ربوہ کے لئے روانہ ہوئے۔

چچا سلطان محمود انور صاحب (ناظر اصلاح وارشاد) کو کھاریاں سے فون پر اطلاع دے دی تھی انہوں نے عصر کے بعد جنازہ پڑھایا۔ مغرب کے بعد تدفین بہشتی مقبرہ میں عمل میں آئی' قبر تیار ہونے پر محترم مولانا سلطان محمود صاحب انور نے دعا کرائی اور یوں ہم خالی ہاتھ واپس لوٹ آئے۔ رات گیارہ بجے کھاریاں واپس پہنچے.... امی جان نہیں تھیں۔ ان کے بغیر گھر سونا سونا اور اداس تھا۔

ابا جان بتا رہے تھے تمہاری امی نے پہلے سات روزے رکھے تھے اور پچیس پارے تک تلاوت بھی ان ایام میں کی تھی۔

امی جان کو سارے محلے کے بچے بڑے سب امی جان کہتے تھے۔ عبادات کی بڑی سختی سے پابندی کرتی تھیں۔ ہم بہن بھائیوں کو بچپن سے عبادات کا پابند بنایا میں تعلیم الاسلام کالج میں زیر تعلیم تھا تو بڑی باقاعدگی سے خطوط لکھتی تھیں جب ملاقات ہوتی تو جماعت کے ساتھ وابستہ رہنے اور عبادات کی باقاعدگی سے پابندی کرنے کی نصیحت کرتیں۔

قادیان کے زمانے کے واقعات سناتیں جب ہمارے نانا خواجہ غلام نبی صاحب الفضل کے ایڈیٹر تھے اور دادا چوہدری لعل خان جماعت کے مشیر قانونی۔

میں لاہور میں ٹرانسفر ہوا تو مہینہ کا ایک جمعہ کھاریاں پڑھنے کا طریق اپنایا اب پچھلے دو ماہ سے دل کی عجیب سی کیفیت ہے کھاریاں جانے کو جی نہیں چاہتا۔

پچھلے دنوں میں امی جان کی قبر کے قریب (قطعہ نمبر 23) بیٹھا تھا۔ میرے دائیں ہاتھ قطعہ نمبر 22 میں ہماری نانی جان (آمنہ بیگم) اور بائیں ہاتھ امی جان کی قبر تھی..... سامنے پہاڑ اور قبرستان میں پاپولر کے بلند ہوتے ہوئے درخت ہلکی ہلکی بارش ہو رہی تھی موسم خوشگوار اور ماحول بڑا دلکش تھا لیکن میری آنکھوں سے آنسو رواں تھے میں چشم تصور سے امی جان سے مخاطب تھا..... امی جان آپ خوش نصیب تھیں کہ رمضان میں آپ اپنے رب کے حضور حاضر ہوئیں۔ آپ کی آخری آرام گاہ کتنی خوبصورت جگہ بنی ہے۔ اس قبرستان کی روشوں میں سے گزرتے ہوئے کتنے جانے پہچانے لوگوں سے ملاقات ہو جاتی ہے۔ آپ کے قریب ہی مولوی عبدالمالک شاہد مربی سلسلہ ہیں ایک طویل عرصہ کھاریاں میں مربی رہے میں ہلکی ہلکی بارش میں روشوں میں چلنے لگا کیسے کیسے عظیم لوگ یہاں دفن ہیں کتنی اپنائیت کا احساس ہے مولوی محمد شفیع اشرف لاہور میں ہمارے گھر آئے تھے میجر محمد عبد اللہ مہار صدر حلقہ شمالی چھاؤنی لاہور جماعت کے بلند پایہ عالم..... جن سے مجھے ملنے کا اتفاق ہوا...... آج ان کا مزار دیکھ کر پرانے دنوں کی یاد آرہی تھی۔

آج سب جانے والے یاد آرہے تھے.... امی جان بھی ان میں شامل ہو گئیں ہیں مجھے ابھی تک یقین نہیں آتا کہ وہ ہمیں چھوڑ کر جا چکی ہیں ربوہ سے انہیں کتنا پیار تھا۔ بار بار ربوہ آتی تھیں۔ تقسیم کے بعد دو دفعہ قادیان گئیں تھیں ایک بار جب حضرت صاحب بھی قادیان آئے تھے۔ کتنی یادیں لے کر لوٹی تھیں اب وہ خود ایک یاد بن گئی ہیں اللہ تعالیٰ کا سہارا ہی اب ہمارا سب سے بڑا سہارا ہے پہلے بھی اسی کا سہارا تھا اگر یہ سہارا نہ ہوتا تو امی جان کی جدائی برداشت نہ کر سکتے۔ یہ تحریر پڑھنے والے ہماری امی جان کے لئے دعائے مغفرت کریں اور ہم سب بہن بھائیوں کے لئے صبر جمیل کے لئے دعا کریں اور ہمارے والد محترم کی درازی عمر اور حوصلہ و صبر کی دعا کریں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بقیہ صفحہ 4

مجھے اطلاع دو- چنانچہ ایک دن قادیان کے بہت سے لڑکے اکٹھے ہو کر وہاں گئے انہوں نے کشتی کھولی اور خوب کودنا پھاندنا شروع کر دیا- اسی طرح پانی میں کوئی کشتی کو ادھر سے کھینچتا کوئی ادھر سے- مجھے بھی اطلاع ہوئی- میں غصے سے دوڑتا ہوں وہاں چلا گیا- اور وہاں چاروں طرف لڑکے مقرر کر دئے کہ کسی کو بھاگنے نہیں دینا- جب لڑکوں نے ہمیں دیکھا تو انہوں نے ادھر ادھر بھاگنا چاہا- مگر چاروں طرف آدمی کھڑے تھے- آخر وہ اسی طرف آئے جس طرف میں کھڑا تھا- اور کشتی کو کنارے پر لگاتے ہی سب بھاگ کھڑے ہوئے اور تو نکل گئے لیکن ایک قصاب کا لڑکا میں نے پکڑ لیا- اور گو وہ مجھ سے بہت مضبوط تھا- اور اس کا جسم بھی ورزشی تھا- مگر میں جانتا تھا کہ وہ میرا مقابلہ نہیں کر سکے گا- کچھ اس میں فطرت کی اس کمزوری کا بھی دخل تھا کہ میں یہ سمجھتا تھا کہ یہ لوگ ہم پر ہاتھ نہیں اٹھا سکتے- کیونکہ ہم یہاں کے مالک ہیں- غرض بچپن کی جو نا عقلی ہوتی ہے کہ انسان اپنے رعب سے بعض دفعہ ناجائز فائدہ اٹھا لیتا ہے اس کے مطابق میں نے بھی زور سے ہاتھ اٹھا کر اسے مارنا چاہا- اس نے پہلے تو اپنا منہ بچانے کے لئے ہاتھ اٹھایا- جس پر مجھے اور زیادہ طیش آیا- اور میں نے زیادہ سختی سے اسے تھپڑ مارنا چاہا- مگر ابھی اسے تھپڑ نہیں مار ا گیا تھا کہ اس نے اپنا منہ میرے سامنے کر دیا- اور کہنے لگا- لو جی- مار لو- اس پر یکدم میرا ہاتھ نیچے گر گیا- اور میں شرمندہ ہوا- کہ فتح آخر اس کی ہوئی- حالانکہ جسمانی لحاظ سے گو وہ مجھ سے طاقت ور تھا مگر رعب کے لحاظ سے وہ مجھ سے کمزور تھا- لیکن چونکہ اس نے مقابلہ سے انکار کیا اور کہا کہ مار لو- تو میری انسانیت نے مجھے کہا اب اگر تو نے اسے مارا تو انسان کہلانے کا مستحق نہیں رہے گا- لیکن وہ اگر تندرست اور زبردست نوجوان ہونے کی بجائے ایک چھوٹا سا بچہ ہوتا اس کی پیٹھ میں خم ہوتا- اس کے سینے میں گڑھا پڑا ہوا ہوتا- اس کی گردن دبلی پتلی ہوتی- اس کی ناک سے رال بہہ رہی ہوتی- اور وہ کہتا کہ مار لو تو مجھ پر کچھ بھی اثر نہ ہوتا کیونکہ میں جانتا کہ اس میں مقابلے کی طاقت ہی نہیں-

پس میں نے اگر جسمانی ورزش کی ہدایت دی ہے تو اس لئے کہ تمہاری قربانی دنیا کو سچی معلوم ہو- یہ نہ ہو کہ تم ماریں بھی کھاؤ اور قربانی بھی سچی معلوم نہ ہو- وہ مار لوگوں کے لئے ہدایت کا موجب بنتی ہے جو طاقت رکھتے ہوئے کھائی جائے- مگر جو مار بزدلی کی وجہ سے کھائی جائے- اس سے حقارت اور نفرت بڑھتی ہے جب لوگ یہ سمجھیں کہ وہ ایک تھپڑ ماریں تو دوسرا دو تھپڑ مار سکتا ہے وہ اگر ایک گال پر خراش پیدا کریں تو دوسرا ان کے دانت نکال سکتا ہے وہ اگر کھوپڑی پر چوٹ لگائیں تو دوسرا ان کا سر پھوڑ سکتا ہے- تو اگر ایسی طاقت رکھنے والا انسان ایک کمزور انسان سے کہے میں تم سے مار کھا لیتا ہوں تو دوسرے انسان کے دل پر ضرور چوٹ پڑتی ہے- اور وہ سمجھتا ہے کہ کوئی ایسی طاقت ہے جس نے اسے اتنی بڑی قربانی کرنے پر آمادہ کر دیا اور وہ سچائی کو قبول کر لیتا ہے-

وصایا

ضروری نوٹ:- مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز کی منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جا رہی ہیں کہ اگر کسی شخص کو ان وصایا میں سے کسی کے متعلق یا کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو دفتر بہشتی مقبرہ کو پندرہ یوم کے اندر اندر تحریری طور پر ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔

سیکرٹری
مجلس کارپرداز - ربوہ

مسل نمبر30562 میں خالد محمود شرما ولد عبد الرشید شرما قوم شرما پیشہ ملازمت عمر24 سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن پاکستان انجینئرنگ کمپنی سندھ وارہ روڈ ضلع شکارپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 96-2-1 میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کوئی نہیں ہے- اس وقت مجھے مبلغ -/6500 روپے ماہوار بصورت ملازمت مل رہے ہیں- میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی 1/10 حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی- میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے- العبد خالد محمود شرما پاکستان انجینئرنگ کمپنی سندھ وارہ روڈ شکارپور سندھ گواہ شد نمبر1 نسیم احمد شمس مربی سلسلہ وصیت نمبر25389 گواہ شد نمبر2 شیخ عبد الرشید شرما وصیت نمبر10820-

امداد مستحق مریضان

○ مستحق مریضوں (جو علاج معالجہ کی طاقت نہیں رکھتے) پر کثیر اخراجات ہو رہے ہیں- بیشتر اخراجات صدر انجمن احمدیہ کرتی ہے تاہم مخیر حضرات کے عطیات بھی کافی حد تک ممد ہوتے ہیں لہذا مخیر احباب جماعت سے درخواست ہے کہ اس کار خیر میں حصہ لے کر محدود وسائل والے مریضوں کی مدد کر کے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور ثواب دارین حاصل کریں-

(ایڈمنسٹریٹر فضل عمر ہسپتال ربوہ)

اطلاعات و اعلانات

درخواست دعا

○ مکرم سید مبشرات احمد صاحب کینیڈا لکھتے ہیں کہ ٹانگوں میں تکلیف کے باعث صاحب فراش ہیں- الفضل کے ذریعہ ان کے عزیز دوستوں کو اطلاع دے دی جائے اور دعا کی درخواست کی جائے-

○ مکرم رانا محمد اعظم صاحب انسپکٹر مال (دار العلوم غربی الف ربوہ) تین ہفتوں سے بیمار چلے آ رہے ہیں- اللہ تعالیٰ شفا عطا فرمائے-

○ مکرم چوہدری حمید احمد صاحب زعیم اعلیٰ انصار اللہ سیالکوٹ کو کار کا حادثہ پیش آیا تھا- جس سے ان کی ٹانگ اور بازو پر فریکچر ہو گیا بازو ٹھیک ہو گئے ہیں ابھی تک ٹانگ ٹھیک نہیں ہوئی ان کی کامل صحت یابی کے لئے احباب سے خصوصی درخواست دعا ہے-

○ محترمہ شکیلہ مبارکہ صاحبہ نرگس بلاک علامہ اقبال ٹاؤن لاہور شدید بیمار ہیں اور جناح ہسپتال لاہور میں داخل ہیں- احباب جماعت سے ان کی صحت کے لئے دعا کی درخواست ہے-

○ مکرم شیخ منصور احمد صاحب حال جرمنی کی اہلیہ محترمہ امینہ منصور صاحب چند دن سے پتہ اور دل کی تکلیف سے بیمار ہیں- مکمل صحت یابی کے لئے دعا کی درخواست ہے-

○ مکرمہ شریفاں بی بی صاحبہ اہلیہ مکرم لطیف احمد صاحب صدر محلہ دار الفضل ربوہ دو ماہ سے بیمار ہیں- فضل عمر ہسپتال میں اپریشن ہوا تھا- اب مزید علاج کے لئے لاہور لے جایا جا رہا ہے- موصوفہ کی صحت یابی کے لئے درخواست دعا ہے-

سانحہ ارتحال

○ محترمہ سرداراں بی بی صاحبہ زوجہ مکرم چوہدری محمد حسین صاحب نشتر بلاک علامہ اقبال ٹاؤن لاہور مورخہ 28-مارچ 1996ء کو قضائے الہٰی سے وفات پا گئی ہیں- آپ کا جنازہ مورخہ 29- مارچ 1996ء کو مکرم مولانا سلطان محمود انور صاحب ناظر اصلاح و ارشاد ربوہ نے پڑھایا- بہشتی مقبرہ ربوہ میں تدفین ہوئی مکرم چوہدری صغیر احمد صاحب سیکرٹری وصایا جماعت احمدیہ کراچی نے دعا کروائی- احباب کرام سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے-

○ مکرم چوہدری محمد شفیع صاحب مجاہد سیکرٹری مال و زعیم انصار اللہ دیپالپور ضلع اوکاڑہ مورخہ 96-4-4 صبح نو بجے دیپالپور میں وفات پا گئے- اللہ تعالیٰ موصوف کے درجات بلند فرمائے-

نیلامی سامان

○ دفتر نظامت جائیداد کے سٹور میں مندرجہ ذیل سامان بذریعہ نیلامی مورخہ 96-4-17 کو بوقت 8 بجے صبح فروخت کیا جائے گا- خواہش مند احباب فائدہ اٹھائیں پنکھے کرسیاں، گیزر، گھاس کاٹنے والی مشین- ہیٹر گیس- پمپ- میز وغیرہ-

(ناظم جائیداد)

اشیاء کی گمشدگی اور بازیابی

○ ربوہ میں کسی چیز کی گمشدگی یا بازیابی کا اعلان "الفضل" میں اشاعت کے لئے بھیجنے کی بجائے صدر عمومی صاحب کے دفتر میں اطلاع کی جائے- کوئی چیز گم ہو جائے تو وہاں نوٹ کروائی جائے اور کوئی چیز ملے تو وہ بھی اسی دفتر میں نوٹ کروائی جائے-

(ادارہ)

طلباء اور والدین کے لئے

خوشخبری

○ ربوہ میں احمدی طلباء کے لئے ہوسٹل کا انتظام کر دیا گیا ہے- ربوہ میں رہ کر تعلیم دلوانے کے خواہشمند والدین نظارت تعلیم سے رابطہ کریں-

(نظارت تعلیم)

برائے فروخت

● پانچ مرلہ جدید خوبصورت مکان واقع رحمان کالونی ربوہ (نزد بیت الاقصیٰ)

رابطہ
حکیم محمد اسحٰق ظفر فون نمبر 493
39/A گلی نمبر 4 رحمٰن کالونی ربوہ

خبریں

ربوہ : 10- اپریل-1996ء
درجہ حرارت کم از کم 14 درجے سنٹی گریڈ
زیادہ سے زیادہ 31 درجے سنٹی گریڈ

○ قائد حزب اختلاف مسٹر نواز شریف نے کہا ہے کہ مجھے وزیر اعظم بننے کا شوق نہیں۔ جاوید اشرف کے قتل کا حساب لیں گے۔ تضادات کا شکار حکومت کہانیاں گھڑ رہی ہے۔ حکومتی اداروں کی تیار کردہ تحقیقاتی رپورٹ تسلیم نہیں کرتے۔ حکمران پہلے آپس میں فیصلہ کر لیں کہ قوم کو کیا بتانا ہے۔ وزیر داخلہ کے بیانات جھوٹ کا پلندہ ہیں۔ پہلے شرپسند کی ہلاکت بتائی گئی۔ پھر مجھے قتل کا ذمہ دار قرار دیا۔ بعد میں کہہ دیا کہ بینک گارڈ کی گولی سے ہلاک ہوا ہے۔ قوم گواہ رہے عدلیہ کی بے حرمتی کی جا رہی ہے۔

○ وزیر اعظم بے نظیر بھٹو نے کہا ہے کہ اپوزیشن حواس باختہ ہو چکی ہے دہشت گردی سے اقتدار کی حسرت پوری نہیں ہو گی۔ حکومت نے سازشی عناصر کے منصوبوں کو وقت سے پہلے ہی بے نقاب کر دیا ہے۔ اس بار بھی ناکامی کا منہ دیکھنا پڑے گا۔ صوبائی حکومتوں سے کہہ دیا ہے کہ شرپسند عناصر کو سختی سے کچل دیا جائے۔ آمروں کی گود میں پلنے والے پرانا دور واپس لانا چاہتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ نواز شریف اپنے کارکنوں کو تشدد پر اکسا رہے ہیں معلوم نہیں یہ کون سی سیاست ہے۔ ہم ایسی سیاست کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتے۔ اپوزیشن ہلہ گلہ چھوڑے۔ آرام کرے۔

○ وزیر داخلہ کے ان ریمارکس پر کہ جاوید اشرف معصوم نہیں تھا۔ اور یہ کہ اسے اپوزیشن نے قتل کروایا ہے اور مارشل لاء لگانے کی سازش کی۔ اپوزیشن قومی اسمبلی سے واک آؤٹ کر گئی۔ دوسرا واک آؤٹ اس وقت ہوا جب بلوچستان کے بارے میں حکومت کے غیر منصفانہ رویے کے خلاف بلوچستان کے اراکین اسمبلی نے تحریک پیش کی۔ یہ ارکان صوبے میں واپڈا کی زیادتیوں کے خلاف احتجاج کر رہے تھے۔ اس واک آؤٹ میں حکومت کی حامی پارٹیوں بلوچستان نیشنل موومنٹ اور جمیعت علمائے اسلام کے ارکان نے بھی حصہ لیا۔ جبکہ پختون خواہ ملی عوامی پارٹی اور دیگر آزاد ارکان نے اظہار یکجہتی کے لئے واک آؤٹ میں حصہ لیا۔

○ پنجاب کے وزیر اعلیٰ سردار محمد عارف خان نکئی نے زرعی سائنس دانوں سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ "آپ جھوٹ بول رہے ہیں۔ صرف باتیں ہوتی ہیں۔ کام کوئی نہیں کرتا۔" انہوں نے کہا کہ اگر سال میں گنے کی نئی قسم دریافت نہ کی تو سب کو فارغ کر دوں گا۔ بیرون ملک کورس کرنے والوں نے اگر ایک سال کے اندر کوئی کام نہ کیا تو حکومت ان سے سارا خرچ وصول کرے گی۔

○ حکومت پنجاب نے مسلم لیگ (ن) کے رہنما جاوید اشرف کے قتل کی تحقیقات کے لئے ہائیکورٹ کا ایک سینئر جج مقرر کرنے کے لئے ہائی کورٹ کے قائم مقام چیف جسٹس کو ریفرنس بھجوا دیا ہے۔

○ وزیر اعلیٰ سید عبداللہ شاہ نے کہا ہے کہ الطاف گروپ کا سندھ اسمبلی کے اجلاس کا بائیکاٹ کرنے کا فیصلہ درست نہیں۔

○ امریکی ری پبلیکن سینیٹر جیسی ہیلمز نے کہا ہے کہ امریکہ کشمیر کے مسئلے پر مشرق وسطیٰ کی طرح پر پُرزور طریقے سے ثالثی کرے۔

○ سپریم کورٹ کے سابق چیف جسٹس مسٹر جسٹس نسیم حسن شاہ نے کہا ہے کہ اگر مارشل لاء کو جائز قرار نہ دیا جاتا تو آمر عدالتوں میں فوجی بٹھا دیتے۔ مسٹر جسٹس جاوید اقبال نے کہا کہ امام غزالی نے کہا تھا کہ اگر ظالم قابض ہو جائے لیکن عبادات میں دخل نہ دے تو بغاوت نہ کرو۔ مسٹر جسٹس دلاور نے کہا کہ سپریم کورٹ ہوا کے رخ پر جھک جاتی رہی۔ ایوب خان نے جسٹس منیر سے مشورہ لے کر مارشل لاء لگایا تھا۔

○ وزیر اعلیٰ سندھ نے ہدایت جاری کر دی ہے کہ ویج بورڈ پر عمل نہ کرنے والے اخبارات کے اشتہارات بند کر دیئے جائیں۔

○ وزیر اعلیٰ پنجاب نے ڈرائی پورٹ میں آگ لگنے کے واقعہ کی تحقیقات کا حکم دے دیا ہے۔ پولیس افسروں نے گفتگو کرتے ہوئے بتایا ہے لاہور کی تاریخ میں آگ لگنے کا یہ سب سے بڑا واقعہ ہے۔ پولیس نے کہا ہے کہ یہ واقعہ کسی غبن کا بھی نتیجہ ہو سکتا ہے۔ فوج اور وزارت داخلہ تحقیقات کرے گی۔ ریلوے اور کسٹمز ایک دوسرے پر الزامات لگا رہے ہیں۔ کسی نے ذمہ داری قبول نہیں کی۔

○ وزیر اعلیٰ پنجاب نے ضلع کونسل فیصل آباد کو ہدایت کی ہے کہ وہ ٹوٹی ہوئی سڑکوں کی مرمت تک ٹول ٹیکس وصول نہ کرے۔

○ لاہور پولیس کا کہنا ہے کہ ڈرائی پورٹ پر آتشزدگی سیاسی مخالفت کی آڑ میں کی جانے والی تخریب کاری ہے۔ دستی بموں کی تیاری' فائرنگ' پولیس چوکیاں جلانے اور تعلیمی اداروں میں دھماکے ایک ہی گروپ کا کام ہے۔

○ ڈرائی پورٹ پر 24 گھنٹے کے بعد بھی آگ سلگتی رہی۔ دو ارب روپے کا نقصان متوقع ہے۔

○ ربوہ کے قریب ٹرک اور کوچ میں خوفناک تصادم سے 10۔ افراد ہلاک اور 40 زخمی ہو گئے۔ ہلاک ہونے والوں میں سے تین کا تعلق ایک ہی خاندان سے ہے۔

تبسم سے جدید اور روایتی زیورات کام کی
انوار گولڈ سمتھ
نزد الائیڈ بنک اکرام مارکیٹ اقصیٰ روڈ
ربوہ فون: 487

جسم کو مضبوط، خوبصورت، طاقتور بنائیں
سپر فولادی کیپسول
کمی خون ضعف جگر۔ گرمی جگر۔ ہاتھ پاؤں کی جلن۔ (چھائیاں) یعنی چہرے کے بدنما داغوں کیلئے
قیمت 110/=
طاہر دواخانہ رحمان کالونی ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہر قسم کی غیر ملکی کرنسی سے متعلق لین دین کا بااعتماد ادارہ
SPECIALISED IN FEBC DRAFT AND T.T ETC.
T. M. FOREIGN EXCHANGE CENTRE
329-G PANORAMA CENTRE, THE MALL LAHORE (PAK)
TEL. (92-42) 6368656, 6368389, 6369064, 6303235

سیل - سیل - سیل
کاپیوں کی ٹوٹ سیل جاری ہے۔ کاپیاں مندرجہ ذیل ریٹ پر خریدیں۔
5/- روپے والی کاپی 50/- فی درجن | 12/- والی کاپی 120/- فی درجن
8/- " " 80/- " " | 15/- " " 144/- " "
10/- " " 102/- " " | 20/- " " 192/- " "
نیز کتابیں، سکول بیگ اور سٹیشنری بھی بارعایت خریدیں۔
رؤف بکڈپو اقصیٰ روڈ ربوہ فون: 212297

دن رات آپکی خدمت کیلئے کھلا ہے
المصوّر پبلک کال آفس
اندرون ملک اور بیرون ملک فوری کال کیلئے
212311
ریلوے روڈ ربوہ

دوا تدبیر ہے اور دعا اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کرتی ہے
مرض اٹھرا کا شافی علاج
حبوب مفید اٹھرا // اکسیر اولاد نرینہ (کورس)
۲۰ گرام ۳۰ روپے۔ ۶۰ گرام ۹۰ روپے۔ ۱۰۰ گرام ۱۵۰ روپے — ۲۵۰ روپے
فہرست ادویہ و جنتری ۱۹۹۶ء مفید طبی معلومات کیساتھ مفت طلب کریں۔ بیرونی مریض، پاکستان و بیرون پاکستان پرچہ تشخیص و تجویز خط لکھ کر منگوا سکتے ہیں۔ سٹاکسٹ حضرات کیلئے معقول کمیشن
مطب ناصر دواخانہ (رجسٹرڈ) گولبازار ربوہ
Ph: (04524) 211434-212434 Fax: (04524) 534

دانت اچھے صحت اچھی
دانت درد کا فوری علاج
دانت مت نکلوایئے
دانت نکالنا کوئی علاج نہیں
35 سالہ تجربہ کار
دانت بغیر تالو کے لگائے جاتے ہیں۔ دانتوں کے کراؤن بنوانے کیلئے تشریف لائیں
شریف ڈینٹل کلینک ربوہ فون 418
دانتوں اور مسوڑھوں کی جملہ امراض مثلاً پائیوریا ماسخورہ۔ خون کا آنا۔ پانی کا گرم اور سرد لگنے کا تسلی بخش علاج ❖ فل سیٹ کے ماہر
ٹیڑھے اور بدصورت دانت سیدھے اور خوبصورت کئے جاتے ہیں